جواس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

ہے۔
طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔
جانے خواہ تحقیقاً یعنی دلیل سے اُسے
ہم کا قول چلا۔ کبھی ایک ہی مسئلہ
یساً و عین مسئلہ۔ قال اللہ تعالیٰ،
کا ہاتھ ہے۔ ت) وقال تعالیٰ،
ری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔ ت)
تھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے
عین سے پاک ہونا ضروریاتِ دین
اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے
طلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد
ین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری
ن میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سُنّی
ن نے تاویل اختیار کی پھر اس سے
صرف اتنا کہ امنا بہ کل من
س سے ہے۔ ت) بعینہٖ یہی
حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں،

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ

۱؎ القرآن الکریم ۴۸/۱۰ ۲؎ القرآن الکریم ۲۰/۳۹
۳؎ " " ۳/۷
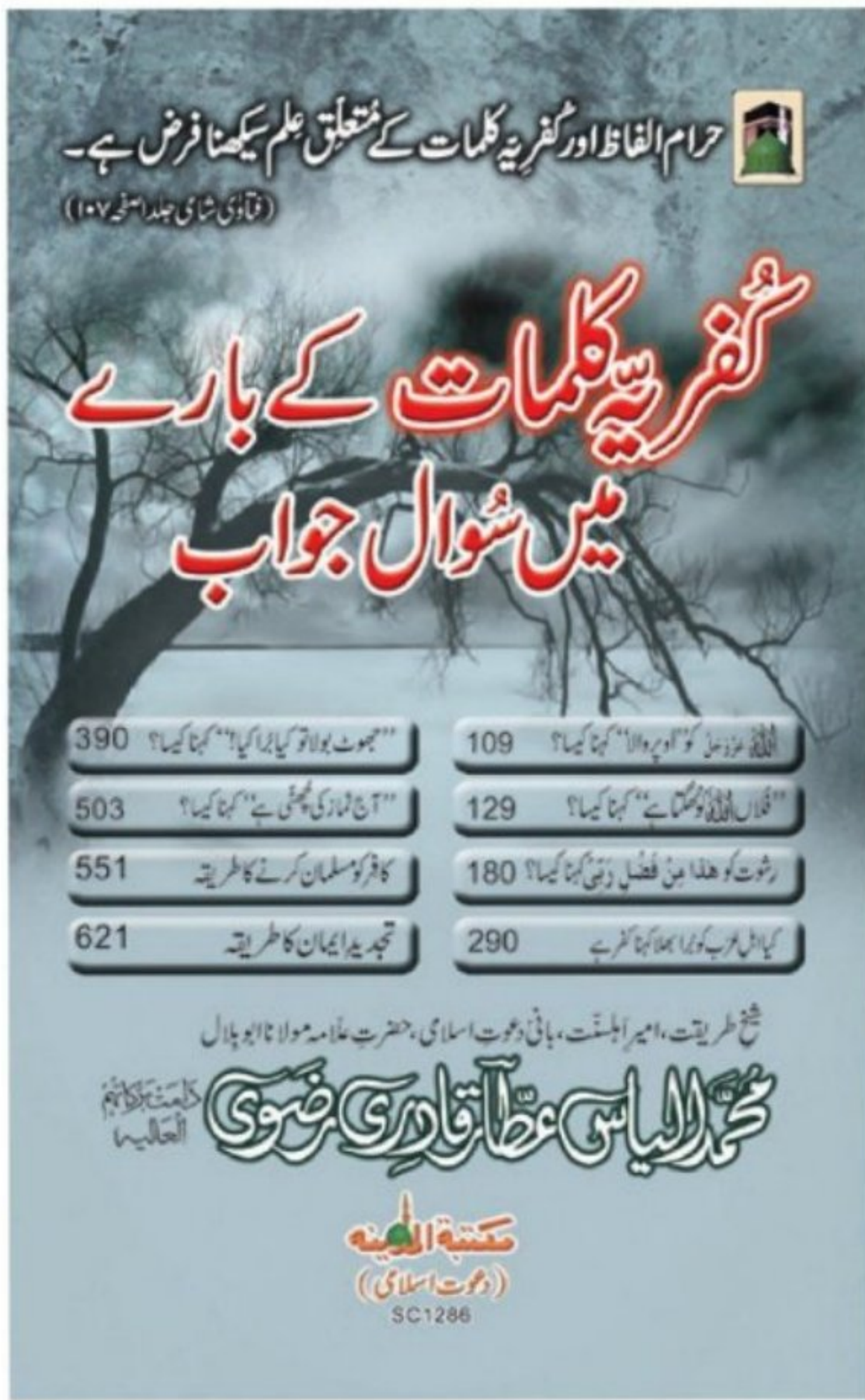
فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس نے کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس کتاب میں لکھا رہے گا فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے۔

گمراہی ، بعض صورتوں میں نہ کفر، نہ گمراہی ، نہ فسق یعنی کچھ بھی حکم نہیں ان تمام صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے چنانچہ حضرتِ علّامہ سیّد عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :

{1} اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی عالمِ بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حَرف کوئی نہیں جان سکتا۔

{2} رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے **بعض غُیُوب** کا علم دیا۔

{3} رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے (جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے)، ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں (بلکہ اس کا علمِ اقدس کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں)۔

{4} جو علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صِفتِ خاصّہ (یعنی مخصوص صفت) ہے جس میں اُس کے حبیب محمدٌ رَّسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہوسکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک **کافر** ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

{5} زید وعَمرو ہر بچّے ، پاگل، چَوپائے کو **علم غیب** میں محمدٌ رَّسولُ اللہ صلی اللہ

طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ وہیں سے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور جو آئندہ کے صفحات میں بیان کرنا مطلوب ہے نقل کرتا ہوں۔

مسئلہ علم غیب میں تین قسم کے مسائل موجود ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذاللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(٤) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اس کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

(٥) زید و عمر ہر چہ پاگل چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ ﷺ کے مماثل کہنا حضور اقدس ﷺ کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے۔

یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور ان کا منکر ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر۔ یہ قسم اول ہوئی۔

(٦) اولیائے کرام نَفَعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَرَکَاتِہِمْ فِی الدَّارَیْنِ کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہ کا علم غیب میں اصلاً حصہ نہیں جانتے گمراہ و مبتدع ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین ﷺ کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزارہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے۔

یہ قسم دوم ہوئی۔
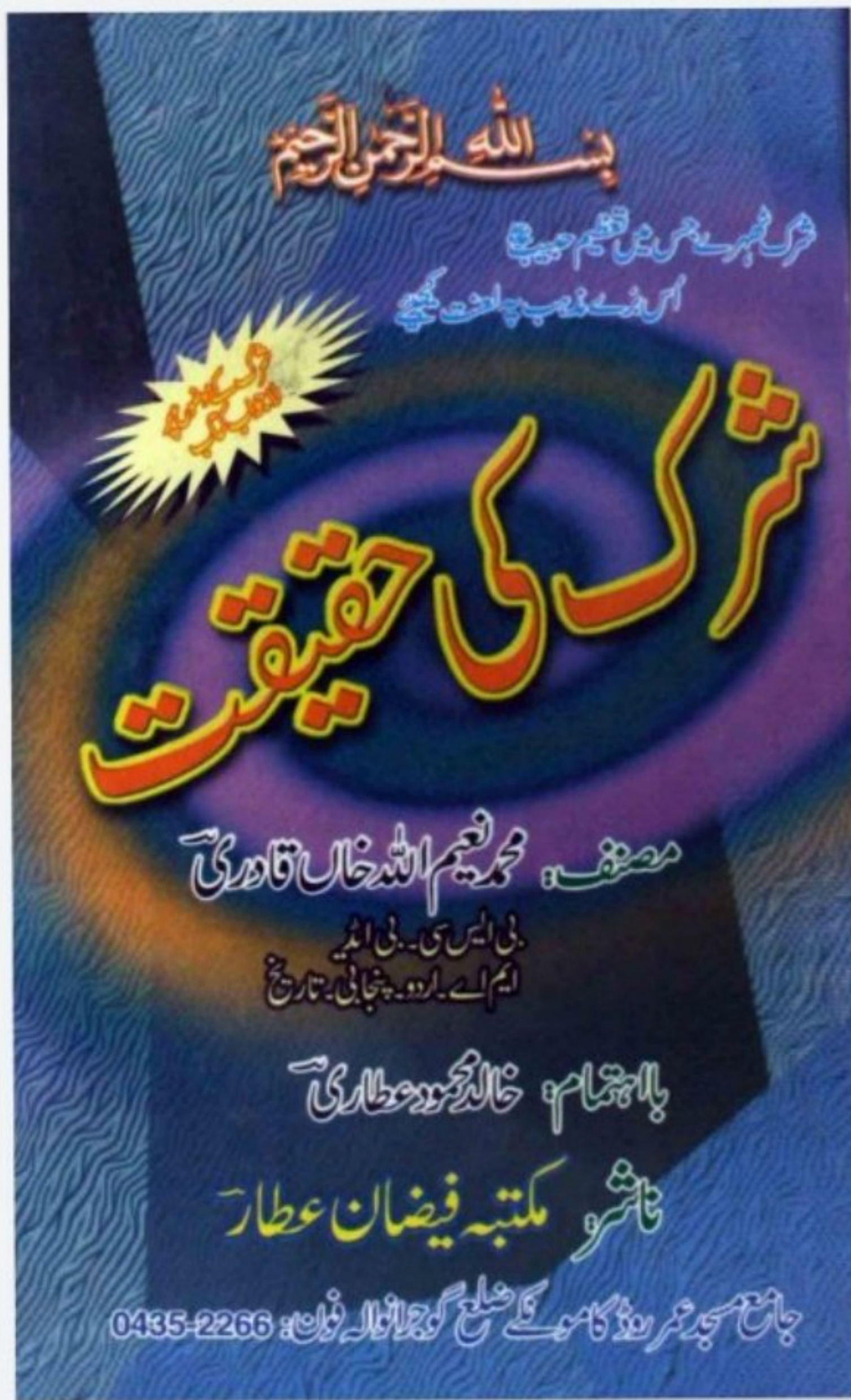
بریلویوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں شدید گستاخیاں

بریلویوں کا عقیدہ

شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سے زیادہ ہے۔
استغفر اللہ

14/05/2018

Barelviyat ki gustakhiya

Dawat e islami ka ameer ilyas attari ahmad raza khan k hawale se kahta hai k....shaitan ka ilm huzoor sallallahu aleihi wasallam se ziyada hai...

گستاخی نمبر 21

Editor. M. S. Hanfi

Ahmad raza ki ibarat main dawat e islami walon ki tahreefat

استغفر اللہ ۲۴۵

گمراہی، بعض صورتوں میں نہ کفر، نہ گمراہی، نہ فسق یعنی کچھ بھی حکم نہیں ان تمام صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے چنانچہ حضرت علامہ سید عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

{1} اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

{2} رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

{3} رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے (جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے)، ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں (بلکہ اس کا علم اقدس کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں)۔

https://www.facebook.com/groups/ahlehaqq313/

https://t.me/taqviyatuleemaan 9639940768

بریلویوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید گستاخیاں

بریلویوں کا عقیدہ

شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سے زیادہ ہے ۔
استغفر اللہ

14/05/2018

Barelviyat ki gustakhiya

Ahmad raxa khan likhta hai k....shaitan ka ilm huzoor sallallahu aleihi wasallam se ziyada hai....

Editor. M. S. Hanfi

Poster number 22

گستاخی نمبر 22

علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

(۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکر ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر۔ یہ قسم اول ہوئی۔

(۶) اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کیلئے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و بدمذہب ہیں۔

(۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے۔ یہ قسم دوم ہوئی۔

(۸) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔

(۹) حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(۱۰) جملہ مکنونات قلم و مکتوبات لوح بالجملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(۱۱) حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔

(۱۲) جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء و ائمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان بعونہٖ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا ان میں مثبت و نافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان

جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

خالص الاعتقاد

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

حالت مسئلہ علم غیب کی ہے، اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں،

(۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

(۲) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(۳) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ

۱؎ القرآن الکریم ۴۸/۱۰
۲؎ القرآن الکریم ۲۰/۳۹
۳؎ " ۳/۷

https://www.facebook.com/groups/ahlehaqq313/

https://t.me/taqviyatuleemaan

9639940768

حکمت اکثر چار معنی میں استعمال ہوا' قرآنی وعظ جیسے **وما انزل علیکم من الکتب والحکمۃ یعظکم بہ** نمبر ۲ علم **واتینہ الحکم صبیا**۔ نبوت۔ **اتینا ال ابراھیم الکتب والحکمۃ**' قرآن و اسرار قرآن' **ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ** (کبیر) یہاں سارے معنی درست ہیں۔ **ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا** ○ یہ نیا جملہ ہے' جس میں علم و حکمت کی فضیلت ارشاد ہوئی۔ حکمت میں لام جنسی ہے۔ خیر شر کا مقابل بھلائی یعنی جسے کچھ بھی حکمت عطا ہوئی اسے بہت بھلائی ملی۔ گویا تھوڑی حکمت تمام دنیاوی سامان سے افضل ہے کہ اسے قلیل فرمایا گیا **قل متاع الدنیا قلیل** اور یہاں نفس حکمت کو خیر کثیر فرمایا **وما یذکر الا اولوا الالباب** ○ **یذکر**' تذکر سے بنا بمعنی یاد کرنا' نصیحت لینا' غور و فکر کرنا۔ الباب' لب کی جمع ہے' بمعنی مغز و گودا و اصل و خلاصہ' یہاں لب سے وہ خالص عقل مراد ہے جو وہم و خیالات سے صاف ہو۔ ہر عقل لب نہیں۔ مگر ہر لب عقل ہے یعنی ان آیتوں سے خالص عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ بے عقل اور مغلوب العقل ان پر توجہ نہیں کرتے۔

خلاصہ تفسیر: اے مسلمانو! صدقہ و خیرات بہت اعلیٰ چیزیں ہیں۔ مگر اس سے روکنے والے بھی بہت۔ ابلیس' نفس امارہ' برے یار' صاف صاف تو بخل کی تعریف اور سخاوت کی مذمت کر سکتے نہیں اس لئے اولا" وہ تمہیں' فقیری کا خوف دلا کر صدقہ سے روکیں گے کہ اگر تم نے خیرات کی تو غریب ہو جاؤ گے۔ جتنا پیسہ فقیر کو دے رہے ہو' اتنا تمہارے' بچوں کے کام آئے گا۔ وغیرہ جب اس میں کامیاب ہو گئے' تب تمہیں بخل' ہوس' حرص وغیرہ کی رغبت دیں گے۔ وہی فقیری سے ڈرانے والے' بیاہ' شادی' موت غمی کے مراسم' تھیٹر' سینما' مقدمہ بازی وغیرہ کا مشورہ دیں گے مگر رب تمہیں صدقہ دینے پر دونوں جہانوں کی نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے کہ سخی کے مال میں برکت' لوگوں کی محبت آفات کی دوری اپنی منظوری' آخرت میں مغفرت' جہنم سے نجات' جنت الفردوس کی نعمتیں' عطا فرمے گا۔ اب تم خود سوچ لو کہ کس کی ماننا چاہئے۔ شیطان کی یا اپنے رب رحمان کی' اور خیال رکھو کہ اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے اس کے خزانہ میں کمی نہیں' اس کی وسعت و علم کی ظاہر دلیل یہ ہے کہ جس پر کرم فرمائے' اسے علم و عمل' خوف الہٰی' عقل' اپنی معرفت وغیرہ جیسی نہ مٹنے والی نعمتیں عطا فرماتا ہے' جنہیں کبھی زوال نہیں۔ جسے یہ نعمت مل گئی' اسے بڑی بھلائی ملی' مگر ان باتوں سے خالص عقل والے ہی نصیحت لیتے ہیں۔ ورنہ جہلاء کے نزدیک مال سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

فائدے: اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** ابلیس کی نظر تمام جہان پر ہے کہ وہ بیک وقت سب کو دیکھتا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کے ارادوں' بلکہ دل کے خطرات سے خبردار ہے کہ نیک ارادے سے باز رکھتا ہے اور برے ارادے کی حمایت کرتا ہے جیسا کہ **الشیطن** کی پہلی تفسیر سے معلوم ہوا۔ جب اس بہکانے والے کی وسعت علم کا یہ حال ہے تو اللہ کی طرف سے ہادی بندوں حضرات انبیاء و اولیاء کے علم کا کیا پوچھنا کہ وہ ابلیس کا توڑ ہیں۔ توڑنے والے کا علم و زور زیادہ ہوتا ہے۔ لکڑی لوہے سے توڑی جاتی ہے نہ کہ لوہا لکڑی سے لہٰذا اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے غلاموں کی وسعت علم ثابت ہوئی۔ **دوسرا فائدہ:** خیرات سے کبھی غریبی نہیں آتی' تجربہ ہے کہ بیاہ شادی کی حرام رسموں' مقدمہ بازی' عیاشی سے صدہا گھر برباد ہو گئے۔ مگر خیرات سے برباد ہوتے ہوئے آج تک نہیں دیکھا گیا **تیسرا فائدہ:** سخاوت سے مال' عزت

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے ا اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

ہے ۲ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ

یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو ۳ اور نہیں پوجتے

اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

مگر سرکش شیطان کو ۴ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۵ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ۶ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان

الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ

چیریں گے ۷ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ۸ اور

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے ۹ وہ

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ

صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ۱۰ ان کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے ۱۱

وقف لازم

۱۔ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مرجاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گمراہی جو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہو گا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرادے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل خلف ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرات پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ۳۔ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہند گنگا کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۴۔ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے من عبادك کہا جو نہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶۔ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر، زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم، گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری، داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں، ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہیے۔ ۱۰۔ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں، کوٹھیاں، وزارتیں، عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۱۱۔ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کیلئے خاص ہے۔

ا۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

تم سب سے جہنم بھردوں گا اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لهم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چہار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مخلص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں رہا یا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بدعقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں

الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا

جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ

نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا

پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی پھر جب

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ

وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى

سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس

الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ٘ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا

چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے

الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ

بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی

عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا

اچنبھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان

قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً

دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس

مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ

سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا اس سے موسیٰ نے

مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں

۱۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا' وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں' رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں' آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا' فرمایا مجمع البحرین میں رہتے ہیں' وہاں کی نشانی یہ بتائی کہ جہاں بھنی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرنگ بن جائے' وہاں وہ ہیں' آپ مچھلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے' یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ۲۔ وہ خادم حضرت یوشع ابن نون ابن افراثیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد' اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد' استاد کا خادم ہوتا ہے ۳۔ بحر فارس و بحر روم جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی' اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۴۔ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے' طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے' استاد کے پاس جانا' اسے گھر نہ بلانا سنت ہے' علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے' سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے' سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے' استاد کا ادب کرنا ضروری ہے' استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے' طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے' دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے' مگر یہ پیر کامل کے احکام ہیں' علم صرف کتاب سے نہیں آتا' استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے' بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے' ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل کی صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۵۔ وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا' بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے' مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۶۔ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے' بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہٰذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرین سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی' معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے' ۸۔ معلوم ہوا کہ شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا' اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے ۹۔ کیونکہ اس بھنی ہوئی مچھلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا ۱۰۔ یعنی خضر علیہ السلام' آپ کا نام شریف بلیا ابن ملکان ابن فالغ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے' آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر' خا کے زبر اور ض کا زیر' آپ ان چار پیغمبروں میں سے ہیں' جو قیامت تک زندہ رہیں گے' دو زمین پر حضرت خضر و الیاس دو آسمان پر حضرت ادریس و عیسیٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جاویں تو وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں ۱۱۔ یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے بلاواسطہ علم اور اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔

القرآن الکریم
کنز الایمان
تفسیر
نور العرفان

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ
اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے ۱ اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا
وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾
ہے ۲ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا
اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ
یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو ۳ اور نہیں پوجتے
اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ
مگر سرکش شیطان کو ۴ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور
مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ
تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۵ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا
وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ
اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ۶ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان
الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ
چیریں گے ۷ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ۸ اور
مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ
جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے ۹ وہ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ
صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے
وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ
اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ۱۰ ان کا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾
ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے ۱۱

۱۔ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مرجاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گمراہی جو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہوگا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرادے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل خلف ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرأت پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ۳۔ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہند گنگا، کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۴۔ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے، شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے مِنْ عِبَادِكَ کہا جو انہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶۔ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر، زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم، گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری ۹۔ داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغییر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں 'ولی من دون اللہ' کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہیے۔ ۱۰۔ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں 'کوٹھیاں' 'وزارتیں' عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۱۱۔ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کیلئے خاص ہے۔

القرآن الکریم
کنز الایمان
تفسیر
نور العرفان

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

ا۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کر لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور

الْمُنظَرِينَ ۝ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے [۱] بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا [۲] میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا [۳] پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ

گا ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے [۴]

وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا [۵] فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا [۶] ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَ

تم سب سے جہنم بھر دوں گا [۷] اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو [۸] تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ [۹] اور اس پیڑ کے

هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا [۱۰] کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے [۱۱] پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن

کے جی میں خطرہ ڈالا [۱۲] کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ

چھپی تھیں [۱۳] اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں لگا دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بدعقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

ا۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا' وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں' رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں' آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا' فرمایا مجمع البحرین میں رہتے ہیں' وہاں کی نشانی یہ بتائی کہ جہاں بھنی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرنگ بن جائے' وہاں وہ ہیں' آپ مچھلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے' یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔
۲۔ وہ خادم حضرت یوشع ابن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد' اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد' استاد کا خادم ہوتا ہے ۳۔ بحر فارس و بحر روم جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی' اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۴۔ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے' طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے' استاد کے پاس جانا' اسے گھر نہ بلانا سنت ہے' علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے' سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے' سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے' استاد کا ادب کرنا ضروری ہے' استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے' طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے' دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے' مگر یہ پیر کامل کے احکام ہیں' علم صرف کتاب سے نہیں آتا' استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے' بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے' ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل کی صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۵۔ وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا' بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے' مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۶۔ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے' بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہٰذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع البحرین سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی' معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے' ۸۔ معلوم ہوا کہ شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا' اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے ۹۔ کیونکہ اس بھنی ہوئی مچھلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا ۱۰۔ یعنی خضر علیہ السلام۔ آپ کا نام شریف بلیا ابن ملکان ابن فالغ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے' آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر' خا کے زبر اور ض کا زیر' آپ ان چار پیغمبروں میں سے ہیں جو قیامت تک زندہ رہیں گے' دو زمین پر حضرت خضر و الیاس دو آسمان پر حضرت ادریس و عیسیٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جاویں تو وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں ۱۱۔ یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے اور ذات عالم اور اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں

الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا

جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ

نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا

پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی پھر جب

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ

وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس

سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى

سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس

الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ٘ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا

چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے

الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ

بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی

عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا

اچنبا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان

قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً

دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس

مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ

سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا اس سے موسیٰ نے

مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں

والی چیز نفس ہی ہے شیطان تو اس کی رہبری کرتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ **ان النفس لامارة بالسوء** دیکھو ماہ رمضان میں شیطان قید ہو جاتا ہے مگر پھر بھی لوگ گناہ کرتے ہیں نفس کی وجہ سے **دوسرا اعتراض:** حق تعالٰی نے شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا جو تمام گناہوں کی اصل ہے۔ **جواب:** اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ پھر نہ بادشاہ کی ضرورت ہوتی اور نہ پولیس اور نہ کچہری اور نہ فوج وغیرہ کے محکمے کی اسی طرح نہ پیغمبروں کی' نہ ولیوں اور پیروں کی دوزخ اور عذاب کے فرشتے بیکار رہتے۔ نیز خدا کی صفتیں غفاری' ستاری' قہاری' جباری وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یوں کہو کہ پھر تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم و سرد پاک و ناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا انتظام قائم ہے ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو دنیا کا خاتمہ ہو جائے دیکھو پانی اور گندے کھاد سے دانہ اُگتا ہے۔ سریلی اور بھدی آوازیں مل کر باجا بجتا ہے۔ گرم اور ٹھنڈی طاقت سے بجلی بنتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی لئے جب دنیا میں اہل ایمان نہ رہیں گے تو قیامت آجائے گی۔ **تیسرا اعتراض:** جب شیطان مردود ہونے والا تھا تو پہلے اس کو اتنی عزت کیوں دی گئی؟ **جواب۔** تاکہ قیامت تک لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو جائے کوئی شخص اپنے علم تقویٰ اور پرہیزگاری کے نشہ میں کسی پیغمبر کی توہین نہ کرے سمجھ لے کہ وہ نازک بارگاہ ہے کہ اس کی بے ادبی کرنے پر سارے علم و عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو مولوی بنا کے مارا' صوفی بنا کے مارا' عابد و زاہد بنا کے مردود کیا تاکہ سب مولویوں اور صوفیوں اور پیروں کو عبرت حاصل ہو جائے بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ دیوبندی علماء نے واقعی حضور کی توہین تو کی ہے مگر وہ ہیں۔ بڑے عالم و عامل وہ اس واقعہ سے عبرت پکڑیں۔ دیوبندی مولوی شیطان سے بڑھ کر عالم و عابد نہیں۔ **چوتھا اعتراض:** انبیاء کرام کی نعلین پاک کی توہین کرنا کفر کیوں ہے اور پیروں کی توہین کفر کیوں نہیں؟ (نئے دیوبندی) **جواب:** اس لئے ان کی ہر چیز رب کی تجویز سے ہے اور ان کی ہر ادا رب کی رضا سے ہے جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضرت زینب کے نکاح کرنے پر اعتراض کیا تو رب نے فرمایا **زوجنکها** یعنی اے کافرو محبوب کا نکاح میں نے کرایا ہے تم ان پر کیوں اعتراض کرتے ہو سبحان اللہ رب نے نکاح کرانے کو اپنی طرف نسبت دی لہٰذا ان کی کسی چیز پر اعتراض درپردہ رب پر اعتراض ہے اگر کوئی شخص فوج کی وردی یا غذا پر اعتراض کرے تو حقیقتاً بادشاہ پر اعتراض کر رہا ہے کیونکہ یہ سب شاہی تجویز ہے۔ **پانچواں اعتراض:** سجدے تعظیمی کا جواز تو قرآن سے ثابت ہے کیونکہ پچھلی شریعتیں جب قرآن یا حدیث میں بیان ہو جاویں وہ ہم پر لازم ہوتی ہیں اور سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا صرف بعض حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور حدیث غیر متواتر سے قرآنی حکم کو نہیں چھوڑا جاتا لہٰذا اب بھی سجدہ تعظیمی جائز ہے۔ (بعض نئے پیر پرست) **جواب:** فرشتوں کا یہ سجدہ حضرت آدم کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ شرعی حکم نبی کے ذریعے انسان یا جنات پر جاری ہوتا ہے فرشتوں پر حکم شرعی جاری نہیں ہوتا یہاں یہ حکم خصوصی طور پر صرف فرشتوں کو دیا گیا لہٰذا یہ شریعت آدم علیہ السلام کا حکم نہ تھا نیز یہ سجدہ صرف ایک ہی بار حضرت آدم کو ہوا ہمیشہ سجدہ کرنے کا حکم نہ تھا۔ یعقوب علیہ السلام کے دین میں بھی سجدے کا جائز ہونا قرآن سے ثابت نہیں ہوتا۔ یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا نہ تعظیمی تھا نہ حکم شرعی اگر تعظیمی ہوتا تو حضرت یوسف والد کو سجدہ کرتے بلکہ یہ صرف خواب کی تعبیر پوری کرنے کے لئے تھا جیسے ابراہیم علیہ السلام کا فرزند کے ذبح کے لئے تیار ہو جانا خواب کی تعبیر کے لئے تھا اسی طرح ان کا اپنے زن و فرزند کو بیابان جنگل میں چھوڑ آنا یہ تمام چیزیں دین ابراہیمی کے شرعی احکام نہ تھے ایسے ہی یہ

مسئلہ ۲۹: تثویب کی مستحسن صورتیں ۲؍ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۸ھ۔ علمائے اہل سنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ:

۱؍ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اسی جگہ پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوٰۃ کہی، ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنبھل نے کہا یہ جو آپ نے صلوٰۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفتگو کے وہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا کہ تمام شہروں میں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلیے، وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کر دیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوا اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہے اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ وسرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا کہ صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدر سے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کو بدعت کہے، گمراہ ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اس نے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ استثنا کر دیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ۔

مسلکِ اہلِ سنت کے مطابق روزمرہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

احکامِ شریعت

تینوں حصے مکمل مع ملفوظات

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

شبیر برادرز ۴۰-بی، اردو بازار لاہور
فون ۷۲۳۳۳۵۰۶
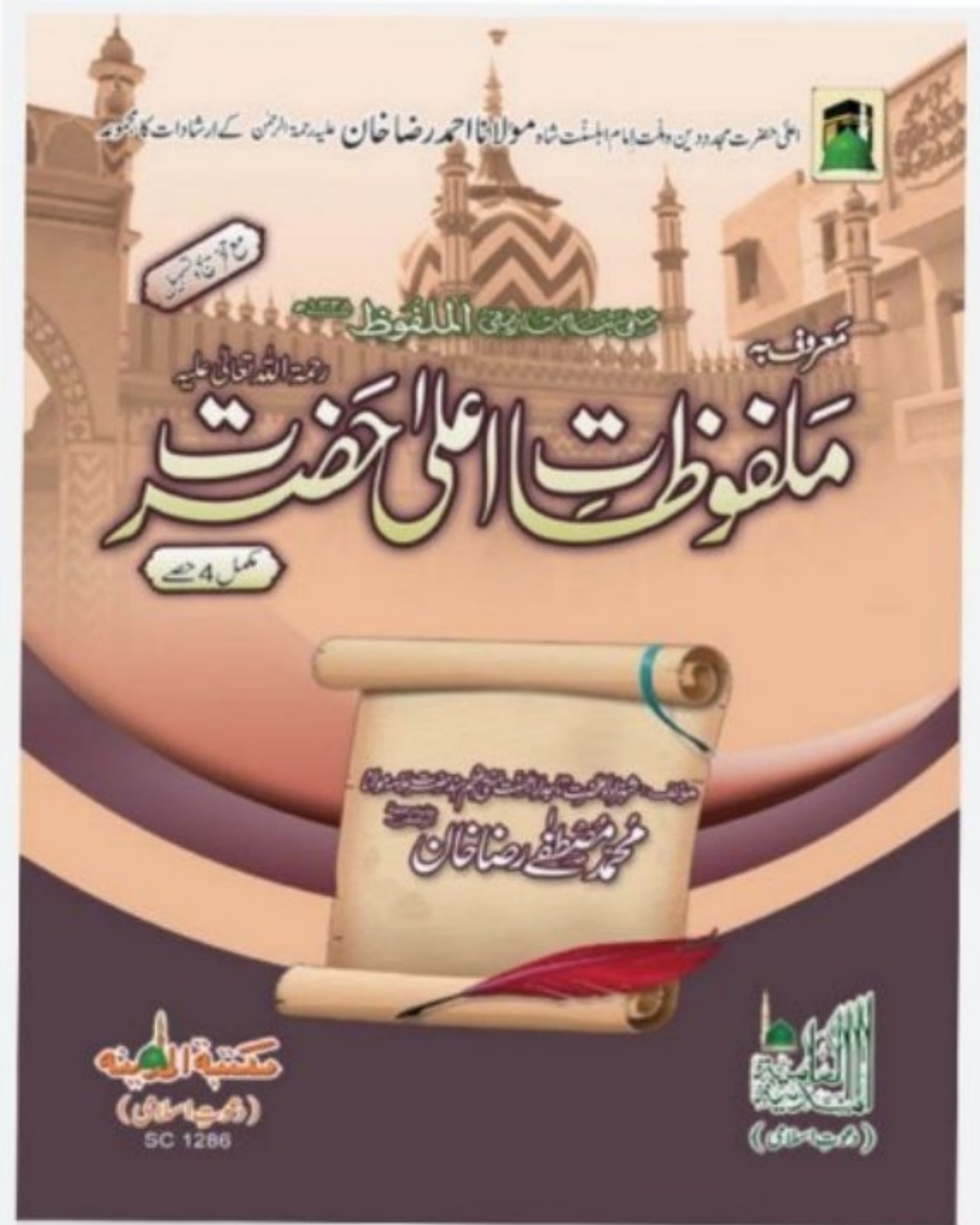
لَـوْ مُـتَّ مُـتَّ عَـلٰـی غَیْرِ الْفِتْرَۃِ (ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ) اگر تُو اسی حال پر مرا
اَلَّتِیْ فَطَرَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا عَلَیْھَا تو دینِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

(ملتقطاً، صحیح البخاری کتاب الاذان باب اذا لم یتم الرکوع، الحدیث ۷۹۱، ج۱، ص۲۷۸)

کیا ہر مُمْکِن چیز پیدا ہو چکی ہے؟

عرض: کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحتِ قدرت بایں معنی (یعنی اس طور پر **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی قدرت میں) داخل ہیں کہ اِن کو پیدا فرما چکا ہے؟

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کرسکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

جِنّ و پری کا مسلمان ہونا

عرض: حضور کیا جنّ و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ارشاد: ہاں۔(تفسیر القران العظیم، پ۲۹، الجن تحت الآیۃ ۱۱، ج۸، ص ۲۵۴)

مسلمان پَری کی حکایت
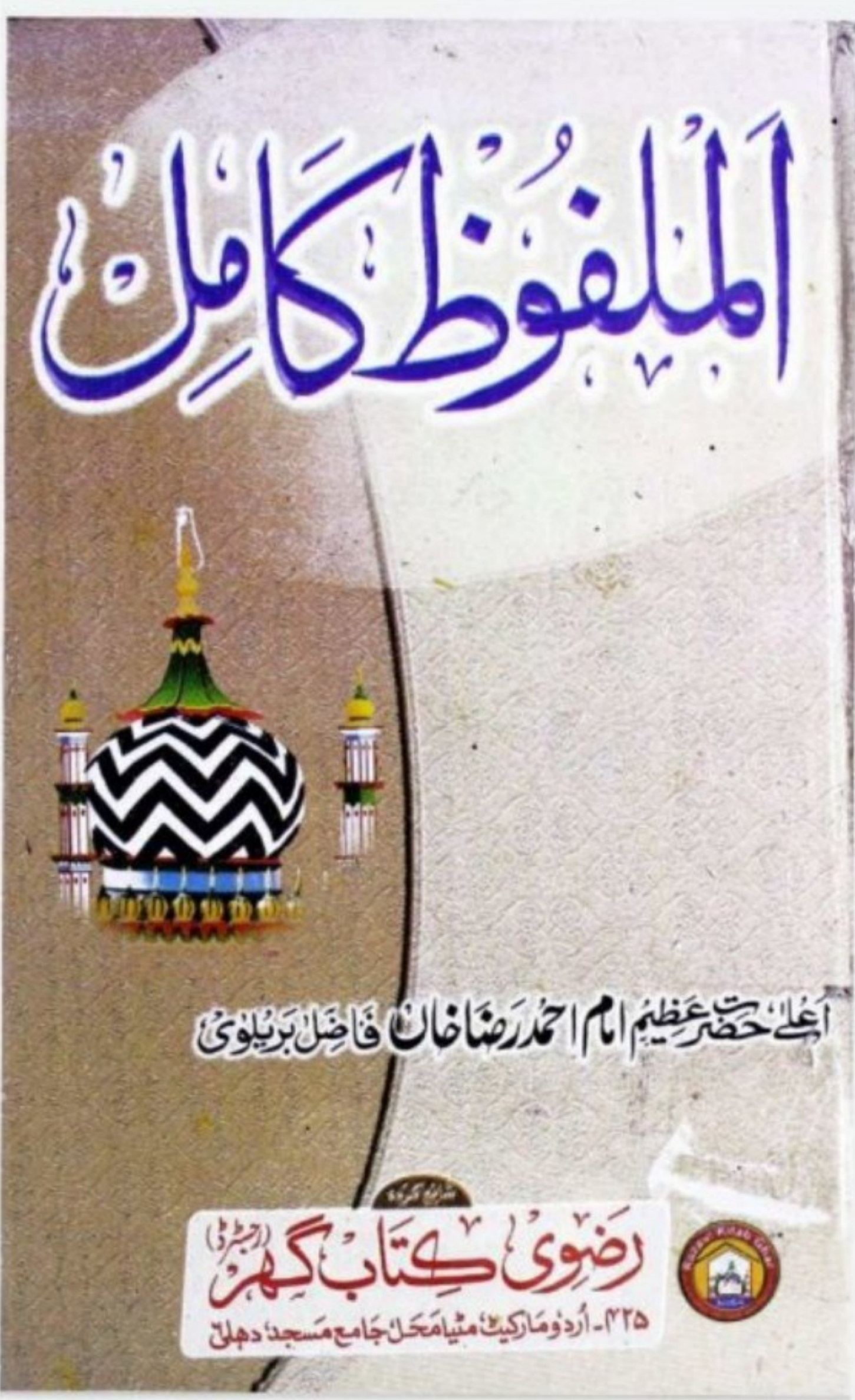
{اور اسی تذکرہ میں فرمایا} ایک پری **مشرف باسلام** ہوئی اور اکثر خدمتِ اقدس میں **حاضر** ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی ۔ جب حاضر ہوئی سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور! میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی۔ راہ میں مَیں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر **ابلیس** نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا کام تو نماز سے غافل کردینا ہے تو خود کیسے **نماز** پڑھتا ہے؟ اس نے کہا کہ شاید ربُّ العزت تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

پیر کے وِصال کے بعد کسی اور سے بیعت ہونا کیسا؟

عرض: زید، محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی (علیہ رحمۃ اللہ الھادی) سے بیعت ہوا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ اُنکا وِصال ہوگیا اب کسی اور کا **مرید** ہوسکتا ہے؟

ارشاد: تبدیلِ بیعت بلا وجہِ شرعی **ممنوع** ہے اور تجدید **جائز** بلکہ **مستحب** ہے ۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں (مُرید) نہ ہوا ہو اور

الفترة اے غیر دین محمد صلی الله علیه وسلم ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگرتو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض : کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کرسکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض: حضور کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد : ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کردینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض : زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہوگیا اب کسی اور کا مرید ہوسکتا ہے۔

ارشاد : تبدیل بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کیے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ حضرت نے اس ناشائشتہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا خادم پہلے سے اچھا لایا انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا

اس سے واضح ہوا کہ آدم علیہ السلام کا پہلا دشمن ابلیس ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اولادِ آدم کو ہمنوا بنائے۔

ابلیس کی تابعداری کی تشریح: ابلیس کی تابعداری دو قسم کی ہے (1) عقائد میں (2) اعمال میں۔

شیطان ان دونوں میں اولاد آدم کو اپنے دامِ تزویر میں پھنساتا ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں خرابیوں (خرابی عقائد واعمال) کی تابعداری انسان کو تباہ و برباد کرتی ہے لیکن اہلسنّت کے اصول پر بدعملی اور غلط کرداری کی معافی کی اُمید ہو سکتی ہے لیکن بداعتقادی یعنی شیطان کے عقائد سے مطابقت ہو تو اس کی نجات صرف ناممکن نہیں بلکہ ممتنع ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ابلیس کی اتباع سے بھی اعتقادی تابعداری مراد ہو سکتی ہے اس لئے کہ بداعمالی سے خلود نار کا عقیدہ خوارج کا ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان (ابلیس) کے وجود سے بدعملی صادر نہیں ہوتی بلکہ وہ اس سے ذاتی طور نیکی صَدور ہوگئی ہے۔ صرف دو شواہد ملاحظہ ہوں۔

ابلیس رشوت خور نہیں: اُسامہ ظالم حاکم مصر کے کارناموں سے خوش ہو کر ایک دن سلیمان (خلیفہ) کسی سے کہتا ہے رشوت میں ایک دینار بلکہ ایک درہم تک نہیں لیتا۔ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) بولے میں آپ کو ایک ایسا متنفس بتاتا ہوں جو اسامہ سے زیادہ بُرا ہے حالانکہ وہ بھی ایک درہم تک رشوت نہیں لیتا۔ سلیمان نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا "اللہ کا دشمن ابلیس۔" (النجوم الزاهرہ، جلد ۱، صفحہ ۲۳۱)

ابلیس نمازی: اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک پری مشرف با اسلام ہوئی اور اکثر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا، عرض کی، حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید اپنے فضل و کرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔ (ملفوظات جلد ۱، صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

نوٹ: اس کی ہر برائی اور اعمالِ صالحہ کے بارے میں نمونہ کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ ان کے جملہ نیک اعمال کا یہی حال ہے اور برائیوں کا کام تو اس سے ہوتا نہیں، ہاں دوسروں سے سب کچھ کرا لیتا ہے۔

مزید براں: اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ابلیس بُرائی نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اس کی ذات سے متعلق ہو وہ خود نہیں کرتا مثلاً ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال چھین لیتا ہو اور نہ ہی دوسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ
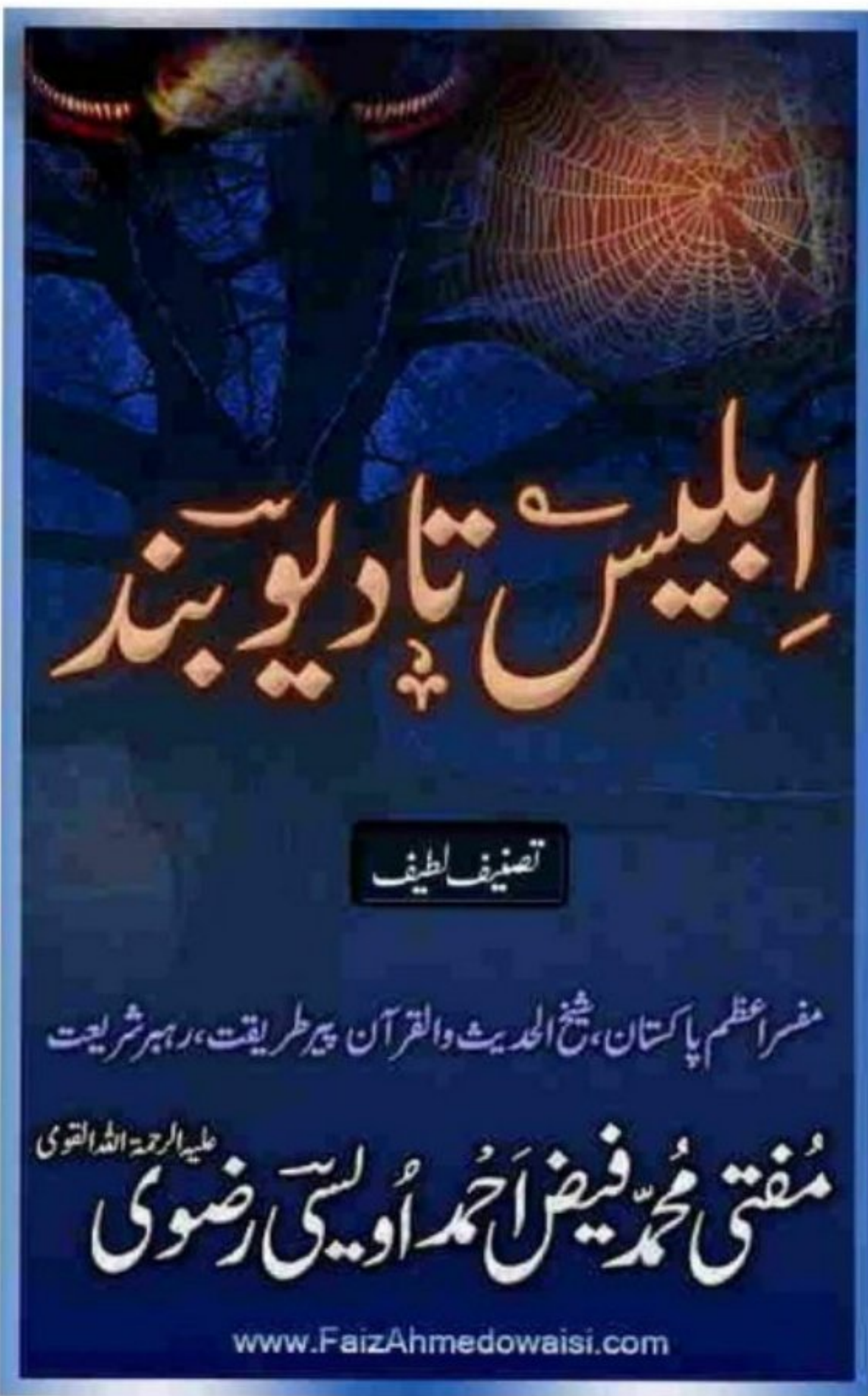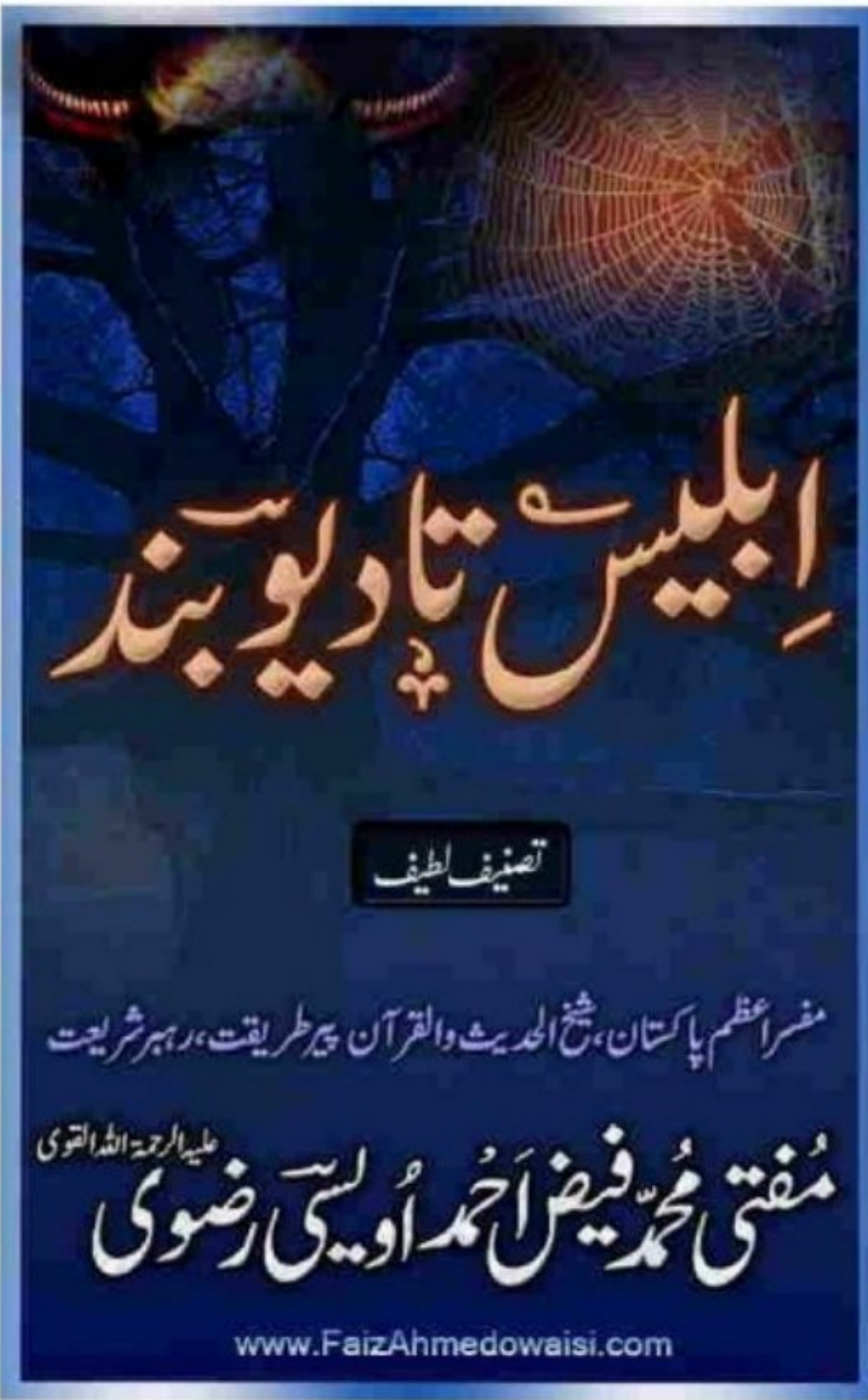
پیش لفظ

ابلیس بذات خود آج کل کے کئی انسانوں سے بہتر پوزیشن میں ہے۔

(1) وہ موحد ہے (2) سب سے بڑے گناہ شرک سے مجتنب (3) وہ مُلحد اور دہریہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب کہہ کر پکارتا ہے اور اس کی عزت کی قسم کھاتا ہے۔ (4) یہ کہ یومِ حشر اور جزا پر بھی یقین رکھتا ہے (5) وہ صرف انسان کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن نہیں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے بڑا دشمن ہے۔

باوجود اسنیمہ وہ جب لعنتی ہوا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ:

لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، ایت ۳۹)

﴿ضرور میں ان سب کو بے راہ کردوں گا۔﴾

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، ایت ۴۰)

﴿مگر جوان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔﴾

یعنی انہیں میں گمراہ نہ کرسکوں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور لگا رہا ہے لیکن گمراہی سے مراد صرف عملی غلط کرداری مراد نہیں کیونکہ وہ تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم یا شفاعتِ امام الانبیاء ودیگر انبیاء ورسل اور اولیاء کرام وغیرھم کی شفاعت بخشی جائیگی ناقابلِ معافی جرم شرک وکفر اور غلط عقائد ہیں۔ فقیر اس تصنیف میں دلائل سے ثابت کرے گا کہ ابلیس کے عقائد کے کون سا فرقہ قریب یا مماثل ہے جب کہ آج کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر فرقہ شیطان سے برأت کا اظہار کرتا ہے لیکن اس تصنیف میں واضح ہوجائیگا کہ ابلیس کے ساتھ عقیدہ وطریقہ کی ہمنوائی کس فرقہ کو ہے۔ جس فرقہ کے متعلق یقین ہوجائے اس سے دور رہنے کی کوشش فرمایئے اور بس۔

وما علینا الاالبلاغ المبین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

ترجمہ : غرض جنات نے جب رسولوں کے احکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جنات کو حکم دیا کہ تم زمین پر جا کر جنات کو قتل کر دو اور ابلیس کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا ابلیس کی فوج نے زمین پر آتے ہی قتل عام شروع کر دیا جنات بھاگ پڑے۔ ایک مقام پر پناہ گزیں ہوئے تو وہاں آگ آ کر ان کو جلا گئی۔ زمین پر ابلیس اور اس کی فوج آباد ہوگئی۔ ابلیس نے اس مرتبہ اس قدر عبادت کی کہ باید وشاید مندرجہ بالا تقریر سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ شیطان ابلیس کا کارنامہ کتنا بلند تھا اور پھر اس کی عبادت کا کیا کہنا اندازہ لگائیے کہ شیطان ابلیس جیسا کوئی نیک نہ تھا۔ گویا نیکی یعنی نیک عملی اس پر ختم تھی لیکن اس کے باوجود وہ لعنتی ٹھہرا اور جہنمیوں کا سردار۔

ابلیس کا سنہری کارنامہ

ابلیس چونکہ عبادتِ الٰہی کا دلدادہ تھا اس کا تمام وقت عبادت میں گذرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر بلا لیا فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گذار اور فرمانبردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست قبول فرما کر ابلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کیا۔ ابلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذوق وشوق چونکہ روز افزوں تھا۔ حق تبارک وتعالیٰ نے اس کو ترقی عطا فرما کر دوسرے آسمان پر اُٹھا لیا یہاں بھی عبادت کرتا رہا پھر وہاں سے اسے تیسرے آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ غرض اسی طرح عبادت میں ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ جنت کے فرشتے رضوان علیہ السلام کی سفارش پر ابلیس کو جنت میں داخلہ کی اجازت مل گئی اور شیطان بصد اعزاز واحترام جنت میں رہنے لگا۔ ابلیس جنت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا فرشتوں کی تعلیم وارشادات کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابلیس کے درس وخطابت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا منبر لگایا جاتا تھا سر پر نُور کا پھریرا فضا میں لہراتا تھا۔

رُوح البیان کا حوالہ

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسے رئیس الملائکہ کا خطاب حاصل تھا اور وہ تمام ملائکہ سے اعلیٰ بلکہ معلّم الملکوت تھا اور عبادت میں تو ضرب المثل تھا اس نے آسمان وزمین کے چپے چپے پر عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں اتنا زور لگایا کہ فرشتوں نے اسے اپنا استاد اور سردار مان لیا۔ (روح البیان)

قبل از لعنت ابلیس کی شان وشوکت

زمین پر بہت طویل عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ تقریباً ستر ہزار سال پھر اُن میں حسد اور بغاوت پھیلی اور لڑے مرے۔

اُن کی طرف فرشتگاں کو بھیجا جن کا امیر ابلیس جس کا نام عزازیل تھا اُن سے علم میں زائد تھا۔ زمین پر اُترتے ہی جنات کو شکست دی اور انہیں زمین سے نکال کر، دریاؤں اور پہاڑوں کی غاروں میں بھگا دیا اور خود وہیں رہنے سہنے لگے۔ اب ان پر عبادت آسان ہوگئی، کیونکہ قاعدہ ہے کہ ملائکہ جو آسمانوں پر بلند ہیں خوف زدہ زیادہ ہیں اور جو ملائکہ آسمان دُنیا میں ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے آسانی میں ہیں۔ بہر حال ابلیس کو زمین و آسمانِ دنیا کی سلطنت دی گئی اور بہشت کا خزانہ بھی سپرد ہوا۔ اس کے دو زمرد کے پر تھے۔ بنا بریں کبھی زمین پر عبادت کرتا کبھی آسمان پر اور کبھی جنت میں، اسی وجہ سے اُسے عُجب (غرور) لاحق ہوا اور اپنے دل میں لگا کہنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی شاہی اس لئے دی کہ مجھ سے زیادہ مکرم ملائکہ میں کوئی ہے نہیں۔ (روح البیان)

(۱) ابلیس سوا لاکھ سال کارہائے نمایاں سرانجام دیتا رہا یہاں تک کہ جملہ رہبرانِ قوم سے سبقت لے گیا۔

(۲) جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج جنات کا سپہ سالار مقرر فرمایا اور سرتوڑ جدوجہد سے زمین باغیوں سے پاک و صاف ہوئی، جس کے صلہ نے دُنیوی سلطنت کا واحد بادشاہ بنا دیا کہ زمین پر جملہ مکین اس کے زیرِ نگین تھے۔

(۳) دنیوی سلطنت اور وجاہت وسطوت اس کی نظروں میں کچھ نہ تھے وہ صرف اور صرف عبادت الٰہی کا عاشق تھا اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلا لیا جس کی عبادت کو دیکھ کر فرشتے انگشتِ بدنداں اور حیران وششدر رہ گئے کروڑوں سال عبادت کرنے والے اپنی عبادات کو اس کے سامنے حقیر ولاشے خیال فرما رہے ہیں۔ یہی بات ہم آگے چل کر ثابت کرنے والے ہیں کہ ابلیس تا دیوبند جملہ ابلیسی چیلے عبادت میں ایسے بلند مرتبہ ہونگے کہ دوسرے سینکڑوں سال والے اپنی عبادت اور نماز وروزہ کو حقیر سمجھیں گے۔

(۴) بارگاہِ حق میں عبادت کو ایسا سجا کر پیش کیا کہ خود خالق کو اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے نہ صرف ساتویں آسمان تک بلا لیا گیا بلکہ بہشت کے چیف افسر حضرت خازن فرشتے کو استدعا کرنی پڑی کہ ابلیس کے بغیر جنت کی زیب وزینت گویا بے زیب ہے پھر ادب واحترام کے ساتھ بہشت میں پہنچایا۔

(۵) بہشت میں درس وتدریس اور خطابت کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ بادشاہی مسجد کے خطیب کے اعزاز کو دیکھ لو وہ کیسی سج دھج سے زندگی بسر کرتا ہے گورنمنٹ یونیورسٹی کی اعلیٰ ڈگری والے بھی عہدے دار کا کیا مرتبہ ہوتا ہے کہ جملہ ارکانِ دولت واعیانِ سلطنت اس کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں اور یہاں تو احکم الحاکمین کی بہشت کی خطابت اور ملکوتیوں کی تدریس کا صدارتی عہدہ ہے کہ جس کے آگے جبرائیل ومیکائیل ودیگر مقربین ملائکہ علیہم السلام سرنگوں پھرتے ہیں اس کا جو تصور

اُن کی طرف فرشتگاں کو بھیجا جن کا امیر ابلیس جس کا نام عزازیل تھا اُن سے علم میں زائد تھا۔ زمین پر اُترتے ہی جنات کو شکست دی اور انہیں زمین سے نکال کر، دریاؤں اور پہاڑوں کی غاروں میں بھگا دیا اور خود وہیں رہنے سہنے لگے۔ اب ان پر عبادت آسان ہوگئی، کیونکہ قاعدہ ہے کہ ملائکہ جو آسمانوں پر بلند ہیں خوف زدہ زیادہ ہیں اور جو ملائکہ آسمان دُنیا میں ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے آسانی میں ہیں۔ بہر حال ابلیس کو زمین و آسمانِ دنیا کی سلطنت دی گئی اور بہشت کا خزانہ بھی سپرد ہوا۔ اس کے دو زمرد کے پر تھے۔ بنابریں کبھی زمین پر عبادت کرتا کبھی آسمان پر اور کبھی جنت میں، اسی وجہ سے اُسے عُجب (غرور) لاحق ہوا اور اپنے دل میں لگا کہنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی شاہی اس لئے دی کہ مجھ سے زیادہ مکرم ملائکہ میں کوئی ہے نہیں۔ (روح البیان)

(۱) ابلیس سوا لاکھ سال کارہائے نمایاں سرانجام دیتا رہا یہاں تک کہ جملہ رہبرانِ قوم سے سبقت لے گیا۔

(۲) جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج جنات کا سپہ سالار مقرر فرمایا اور سرتوڑ جدوجہد سے زمین باغیوں سے پاک و صاف ہوئی، جس کے صلہ نے دُنیوی سلطنت کا واحد بادشاہ بنا دیا کہ زمین پر جملہ مکین اس کے زیر نگین تھے۔

(۳) دنیوی سلطنت اور وجاہت و سطوت اس کی نظروں میں کچھ نہ تھے وہ صرف اور صرف عبادت الٰہی کا عاشق تھا اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلا لیا جس کی عبادت کو دیکھ کر فرشتے انگشتِ بدنداں اور حیران و ششدر رہ گئے کروڑوں سال عبادت کرنے والے اپنی عبادات کو اس کے سامنے حقیر و لاشے خیال فرما رہے ہیں۔ یہی بات ہم آگے چل کر ثابت کرنے والے ہیں کہ ابلیس تا دیوبند جملہ ابلیسی چیلے عبادت میں ایسے بلند مرتبہ ہونگے کہ دوسرے سینکڑوں سال والے اپنی عبادت اور نماز و روزہ کو حقیر سمجھیں گے۔

(۴) بارگاہِ حق میں عبادت کو ایسا سجا کر پیش کیا کہ خود خالق کو اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے نہ صرف ساتویں آسمان تک بلا لیا گیا بلکہ بہشت کے چیف افسر حضرت خازن فرشتے کو استدعا کرنی پڑی کہ ابلیس کے بغیر جنت کی زیب و زینت گویا بے زیب ہے پھر ادب و احترام کے ساتھ بہشت میں پہنچایا۔

(۵) بہشت میں درس و تدریس اور خطابت کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ بادشاہی مسجد کے خطیب کے اعزاز کو دیکھ لو وہ کیسی سج دھج سے زندگی بسر کرتا ہے گورنمنٹ یونیورسٹی کی اعلیٰ ڈگری والے بھی عہدے دار کا کیا مرتبہ ہوتا ہے کہ جملہ ارکانِ دولت و اعیانِ سلطنت اس کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں اور یہاں تو احکم الحاکمین کی بہشت کی خطابت اور ملکوتیوں کی تدریس کا صدارتی عُہدہ ہے کہ جس کے آگے جبرائیل و میکائیل و دیگر مقربین ملائکہ علیہم السلام سرنگوں پھرتے ہیں اس کا جو تصور

وکرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔ (ملفوظات جلد ۱، صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

نوٹ: اس کی ہر برائی اور اعمالِ صالحہ کے بارے میں نمونہ کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ ان کے جملہ نیک اعمال کا یہی حال ہے اور برائیوں کا کام تو اس سے ہوتا نہیں، ہاں دوسروں سے سب کچھ کرا لیتا ہے۔

مزید براں

اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ابلیس بُرائی نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اس کی ذات سے متعلق ہو وہ خود نہیں کرتا مثلاً ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال چھین لیتا ہو اور نہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تو اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے تا حال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا اور توحید میں رئیس الموحدین ہے، یہاں تک کہ اب اس کا نام پوچھنا ممکن ہو تو عزازیل عبداللہ (یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائے گا۔ ابلیس، شیطان، رجیم وغیرہ نہیں بتائیگا۔

اس طرح

اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کو مانتا ہے اور اس کی عبادت کو حق سمجھتا ہے اسے ضد ہے یا دشمنی وعداوت اور بغض ہے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے اسی لئے ملعون ہے رجیم ہے مردود ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہمارا موضوع ہے اسی عقیدہ میں جو بھی شیطان وابلیس کا ہمنوا ہے وہ بھی اسی کا دوست ہے یا سمجھو چیلہ۔ ایسے چیلے اس نے تیار کرنے ہیں جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں بار بار بتایا۔ ابلیس کے چیلے جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی بلکہ قرآن مجید کا اختتام اسی مسئلہ پر ہوا کہ

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (پارہ ۳۰، سورۃ الناس، ایت ۶)

جن اور آدمی۔

اور فقیر عرصہ سے اس قسم کے چیلوں سے بچنے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔

محبوبِ خدا اور ابلیس

اس بحث میں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ابلیس نے محبوبِ خدا ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی اور ان کے ساتھ دشمنی اور بغض وعداوت میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

حدیث: ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب (حضرت) محمد (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو اور وہ

وکرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔ (ملفوظات جلد ۱، صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

نوٹ: اس کی ہر برائی اور اعمالِ صالحہ کے بارے میں نمونہ کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ ان کے جملہ نیک اعمال کا یہی حال ہے اور برائیوں کا کام تو اس سے ہوتا نہیں، ہاں دوسروں سے سب کچھ کرالیتا ہے۔

مزید براں

اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ابلیس بُرائی نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اس کی ذات سے متعلق ہو وہ خود نہیں کرتا مثلاً ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال چھین لیتا ہو اور نہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تو اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے تا حال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا اور توحید میں رئیس الموحدین ہے، یہاں تک کہ اب اس کا نام پوچھنا ممکن ہو تو عزازیل عبداللہ (یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائے گا۔ ابلیس، شیطان، رجیم وغیرہ نہیں بتائیگا۔

اس طرح

اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کو مانتا ہے اور اس کی عبادت کو حق سمجھتا ہے اسے ضد ہے یا دشمنی وعداوت اور بغض ہے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے اسی لئے ملعون ہے رجیم ہے مردود ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہمارا موضوع ہے اسی عقیدہ میں جو بھی شیطان وابلیس کا ہموا ہے وہ بھی اسی کا دوست ہے یا بھوچیلہ۔ ایسے چیلے اس نے تیار کرنے ہیں جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں بار بار بتایا۔ ابلیس کے چیلے جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی بلکہ قرآن مجید کا اختتام اسی مسئلہ پر ہوا کہ

مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ (پارہ ۳۰، سورۃ الناس، ایت ۶)

جن اور آدمی۔

اور فقیر عرصہ سے اس قسم کے چیلوں سے بچنے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔

محبوبِ خدا اور ابلیس

اس بحث میں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ابلیس نے محبوبِ خدا ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی اور ان کے ساتھ دشمنی اور بغض وعداوت میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

حدیث: ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب (حضرت) محمد (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ

کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو ملی اور ملائکہ ان کا لاشہ مبارک کعبہ میں لائے اور ان پر سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں حضرت جبرئیل امام تھے اور باقی فرشتے مقتدی اور اس نماز میں چار تکبیریں کہیں۔ جیسے کہ آج ہوتی ہیں پھر مکہ معظمہ سے تین میل فاصلہ پر مقام منیٰ میں لے گئے جہاں کہ حاجی قربانی کرتے ہیں اور اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسمٰعیل کی قربانی کی وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر کھودی گئی اور ان کو دفن کر کے ان کی قبر کو اونٹ کی پیٹھ کی طرح ڈھلوان بنایا بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ان کے لاشہ مبارک کو ان کی اولاد میں سے ڈیڑھ سو آدمی خانہ کعبہ میں لائے لہٰذا آدم علیہ السلام کی قبر منیٰ میں مسجد خیف کے پاس ہے اور حضرت حوا کی قبر جدے شریف میں اسی طرح تفسیر عزیزی میں حضرت مجاہد سے روایت ہے ان کے کچھ اور واقعات انشاء اللہ اگلی آیت میں بھی آئیں گے۔

فائدے : اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص اپنے سے شیطان کو دور نہ جانے اور نہ اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کا بھروسہ کرے دیکھو اس نے ایک پیغمبر کو جنت میں پہنچ کر فریب دیا حالانکہ جگہ محفوظ تھی اور آدم علیہ السلام معصوم ہر طرح حفاظت تھی ہم معصوم بھی نہیں دنیا جگہ محفوظ بھی نہیں پھر شیطان سے امن میں کیسے رہ سکتے ہیں اس سے ہمیشہ کھٹکتے رہنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ بڑے بڑوں کو عورتوں کے ذریعہ پھانستا ہے۔ روایت میں ہے کہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ دیکھو سیدنا آدم کو حضرت حوا کے ذریعہ درخت کھلایا۔ تیسرے یہ کہ خطا کی وجہ سے اللہ کی نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ سیدنا آدم کی ایک خطا سے جنت کی ساری نعمتیں دور ہو گئیں۔ چوتھے یہ کہ اگرچہ ساری چیزیں رب ہی کی طرف سے ہیں لیکن ادب یہ ہے کہ برائیوں کو اپنی یا شیطان کی طرف نسبت کرے اور بھلائیوں کو رب کی طرف دیکھو آدم علیہ السلام کے جنت سے علیحدہ ہونے کو شیطان کی طرف نسبت دی گئی اور خود آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کو اپنی طرف نسبت دی کہ عرض کیا **ربنا ظلمنا انفسنا** ہاں شیطان نے کہا **اغویتنی** یعنی خدایا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ اس لئے وہ تو مردود ہوا۔ اور آدم علیہ السلام محبوب رہے۔ پانچویں یہ کہ دشمن سے غافل نہیں رہنا چاہئے وہ ہمیشہ تاک میں رہتا ہے۔ جیسے شیطان آدم علیہ السلام کے پیچھے پڑا رہا۔ چھٹے یہ کہ ہر ایک کی عمدہ باتیں سن کر دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ کیونکہ بہت دفعہ زبان دل کے خلاف ہوتی ہے شیطان نے کتنی اچھی باتیں کیں۔ مگر دل میں حسد تھا۔ ساتویں یہ کہ سب سے پہلے تقیہ شیطان نے کیا۔ تقیہ شیطانی کام ہے کہ دل میں عداوت چھپا کر زبانی دوست بن کر حضرت آدم کے پاس پہنچا۔

اعتراض : پہلا اعتراض حضرت آدم نے ہم کو جنت سے نکالا' خطا انہوں نے کی اور اسے بھگت ہم رہے ہیں عام بے دین) حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

من ملک بودم و فردوس بریں جائم بود — آدم او ردریں دیر خراب آبادم

جواب یہ بالکل غلط ہے بلکہ تم جیسے بے دینوں نے آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکالا کیونکہ تم ان کی پشت میں تھے اور جنت بے دینوں کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے مرضی الٰہی یہ ہوئی کہ آدم ان بے دینوں کو زمین پر پھینک آئیں پھر ہمیشہ کے لئے جنت میں تشریف لائیں انسان کو پلیدی پاخانہ میں لے جاتی ہے نہ کہ پلیدی کو انسان یعنی جب حاجت ہوتی ہے تب اس کے نکالنے کے لئے پاخانہ جانا پڑتا ہے۔ حافظ شیرازی کا مطلب غلط سمجھا وہ یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس سے پہلے عالم ارواح میں نہایت بے

ہو گئے۔ ایک زمین والے اور ایک آسمان والے' حق تعالیٰ نے اس خدمت کے انعام میں ابلیس کو زمین اور پہلے آسمان کی بادشاہت اور جنت کے خزانے عطا فرمائے لہٰذا یہ کبھی زمین میں عبادت کرتا کبھی آسمان میں کبھی جنت میں' اس کے عروج و ترقی نے اس کے دل میں فخر پیدا کیا اور وہ سوچنے لگا کہ میں تمام ملائکہ سے افضل ہوں۔ اتنا واقعہ خیال رہے یہ آئندہ تفسیر میں کام آئے گا۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت آدم کی آمد کی خبر کن فرشتوں کو دی گئی تھی آیا سب کو یا بعض کو' بعض فرماتے ہیں کہ صرف زمین کے رہنے والوں کو ہی خبر دی گئی تھی۔

مگر صحیح یہ ہے کہ سارے فرشتوں کو ہی بتایا گیا تھا کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں۔ **نکتہ:** صرف فرشتوں کو ہی خبر دی گئی نہ کہ دیگر مخلوقات کو۔ اس لئے کہ فرشتے دنیا کے انتظام کرنے والے ہیں اور باقی مخلوقات ان کے تابع۔ چونکہ اب فرشتوں کو سیدنا آدم کا ماتحت ہونا ہو گا' اس لئے ان کو بتانا سخت ضروری تھا۔ وائسرائے کی آمد کی خبر سلطنت کے نوکروں کو خاص طور پر دی جاتی ہے' نیز اس وقت فرشتے ہی ساری مخلوقات سے افضل اور طاقتور تھے جب یہی مطیع بنا دیئے گئے تو دوسرے خود بخود مطیع ہو جائیں گے اسی لئے فرشتوں ہی سے سجدہ بھی کرایا گیا۔ نیز جب فرشتوں کو اطلاع دیدی گئی تو باقی مخلوقات کو خود بخود ہو گئی۔ کیونکہ ان کا سب میں دور دورہ تھا حکومت کی خبریں پہلے خاص محکمے کی طرف آتی ہیں۔ نیز فرشتوں کو ہی اپنے خلیفہ ہونے کی امید ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ طاقتور' عبادت گزار اور معصوم بندے تھے۔ انہی کو خبر دی گئی تاکہ اپنے سارے سوال و جواب کر لیں۔ **انی جاعل** اس جگہ **جاعل** فرمایا گیا نہ کہ **خالق** اس لئے کہ **خلق** کے معنی ہیں پیدا کرنا اور **جعل** کے معنی ہیں بنانا۔ محسوس چیزوں کے پیدا کرنے کو خلق کہتے ہیں۔ اور اس کے باطنی صفات کے پیدا کرنے کو جعل' اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا۔ **خلق السموات والارض و جعل الظلمت والنور** آسمان زمین محسوس جسم تھے ان کے لئے **خلق** فرمایا گیا۔ اور تاریکی اور روشنی ملکوتی چیزیں ہیں اس لئے **جعل** فرمایا گیا۔ چونکہ اس جگہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کے جسم شریف کے بنانے کی خبر دینا منظور نہیں۔ جسم تو بہت سی مخلوقات کے پیدا ہو چکے تھے' بلکہ ان کی خلافت کی خبر دینا منظور تھی۔ اس لئے **جاعل** فرمایا گیا۔ ایک جگہ فرمایا گیا ہے **انی خالق بشرا من طین** اس میں صرف ان کی پیدائش کا ذکر ہوا۔ **فی الارض** سیدنا آدم علیہ السلام کی خلافت زمین میں اس لئے مقرر فرمائی گئی کہ آسمان میں تو جھگڑے فساد' جنگ و جدال' خونریزیاں کبھی ہوں گی ہی نہیں۔ اس لئے وہاں کسی منتظم خلیفہ کی ضرورت بھی نہیں۔ یہ ساری بیماریاں زمین میں ہی ہونے والی تھیں۔ اس لئے یہاں ہی خلیفہ کی ضرورت تھی' رہی یہ بات کہ ساری زمین کا خلیفہ بنایا گیا یا بعض کا' ظاہر یہی ہے کہ ساری کا کیونکہ یہاں کوئی قید نہیں۔ **خلیفۃ** **خلف** سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں پیچھے۔ خلیفہ بروزن فعیلۃ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی ہیں پیچھے آنے والا یا نائب جو کسی کے پیچھے یا غیر موجودگی میں اس کا کام کرے۔ ظاہر ہے کہ یہاں اللہ کا خلیفہ مراد ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ ہر وقت موجود ہے اس کو خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں مگر بندوں کو ضرورت ہے کیونکہ حق تعالیٰ تک ان کی رسائی نہیں۔ درمیان میں ایسے واسطے کی ضرورت پڑی جو رب سے فیض لے اور بندوں تک پہنچائے وہی رب کا خلیفہ ہے' خلیفہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ پس وفات سلطان اس کا کام چلانے والا جیسے حضور کے خلفاء راشدین' پس پشت سلطان کار فرما۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں حضرت ہارون یا حضور کی غیبوبت میں' حضرت ابن ام مکتوم۔ پس پردہ نیابت کرنے والا۔ یہاں تیسری خلافت مراد ہے کیونکہ رب نہ میت ہے نہ غائب بلکہ محجوب ہے۔ اسی لئے قیامت میں کوئی اس کا خلیفہ نہ ہو گا کہ رب ظاہر ہو

والی چیز نفس ہی ہے شیطان تو اس کی رہبری کرتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ **ان النفس لامارة بالسوء** دیکھو ماہ رمضان میں شیطان قید ہو جاتا ہے مگر پھر بھی لوگ گناہ کرتے ہیں نفس کی وجہ سے **دوسرا اعتراض:** حق تعالیٰ نے شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا جو تمام گناہوں کی اصل ہے۔ **جواب:** اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ پھر نہ بادشاہ کی ضرورت ہوتی اور نہ پولیس اور نہ کچہری اور نہ فوج وغیرہ کے محکمے کی اسی طرح نہ پیغمبروں کی' نہ ولیوں اور پیروں کی دوزخ اور عذاب کے فرشتے بیکار رہتے۔ نیز خدا کی صفتیں غفاری' ستاری' قہاری' جباری وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یوں کہو کہ پھر تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم و سرد پاک و ناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا انتظام قائم ہے ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو دنیا کا خاتمہ ہو جائے دیکھو پانی اور گندے کھاد سے دانہ اگتا ہے۔ سریلی اور بھدی آوازیں مل کر باجا بجتا ہے۔ گرم اور ٹھنڈی طاقت سے بجلی بنتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی لئے جب دنیا میں اہل ایمان نہ رہیں گے تو قیامت آجائے گی۔ **تیسرا اعتراض:** جب شیطان مردود ہونے والا تھا تو پہلے اس کو اتنی عزت کیوں دی گئی؟ **جواب۔** تاکہ قیامت تک لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو جائے کوئی شخص اپنے علم تقویٰ اور پرہیزگاری کے نشہ میں کسی پیغمبر کی توہین نہ کرے سمجھ لے کہ وہ نازک بارگاہ ہے کہ اس کی بے ادبی کرنے پر سارے علم و عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ شیطان کو مولوی بنا کے مارا' صوفی بنا کے مارا' عابد و زاہد بنا کے مردود کیا تاکہ سب مولویوں اور صوفیوں اور پیروں کو عبرت حاصل ہو جائے بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ دیوبندی علماء نے واقعی حضور کی توہین تو کی ہے مگر وہ ہیں۔ بڑے عالم و عامل وہ اس واقعہ سے عبرت پکڑیں۔ دیوبندی مولوی شیطان سے بڑھ کر عالم و عابد نہیں۔ **چوتھا اعتراض:** انبیاء کرام کی نعلین پاک کی توہین کرنا کفر کیوں ہے اور پیروں کی توہین کفر کیوں نہیں؟ (نئے دیوبندی) **جواب:** اس لئے ان کی ہر چیز رب کی تجویز سے ہے اور ان کی ہر ادا رب کی رضا سے ہے جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے حضرت زینب کے نکاح کرنے پر اعتراض کیا تو رب نے فرمایا **زوجنکها** یعنی اے کافرو محبوب کا نکاح میں نے کرایا ہے تم ان پر کیوں اعتراض کرتے ہو سبحان اللہ رب نے نکاح کرانے کو اپنی طرف نسبت دی لہٰذا ان کی کسی چیز پر اعتراض درپردہ رب پر اعتراض ہے اگر کوئی شخص فوج کی وردی یا غذا پر اعتراض کرے تو حقیقتاً بادشاہ پر اعتراض کر رہا ہے کیونکہ یہ سب شاہی تجویز ہے۔ **پانچواں اعتراض:** سجدے تعظیمی کا جواز تو قرآن سے ثابت ہے کیونکہ پچھلی شریعتیں جب قرآن یا حدیث میں بیان ہو جاویں وہ ہم پر لازم ہوتی ہیں اور سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا صرف بعض حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور حدیث غیر متواتر سے قرآنی حکم کو نہیں چھوڑا جاتا لہٰذا اب بھی سجدہ تعظیمی جائز ہے۔ (بعض نئے پیر پرست) **جواب:** فرشتوں کا یہ سجدہ حضرت آدم کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ شرعی حکم نبی کے ذریعے انسان یا جنات پر جاری ہوتا ہے فرشتوں پر حکم شرعی جاری نہیں ہوتا یہاں یہ حکم خصوصی طور پر صرف فرشتوں کو دیا گیا لہٰذا یہ شریعت آدم علیہ السلام کا حکم نہ تھا نیز یہ سجدہ صرف ایک ہی بار حضرت آدم کو ہوا ہمیشہ سجدہ کرنے کا حکم نہ تھا۔ یعقوب علیہ السلام کے دین میں بھی سجدے کا جائز ہونا قرآن سے ثابت نہیں ہوتا۔ یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا نہ تعظیمی تھا نہ حکم شرعی اگر تعظیمی ہوتا تو حضرت یوسف والد کو سجدہ کرتے بلکہ یہ صرف خواب کی تعبیر پوری کرنے کے لئے تھا جیسے ابراہیم علیہ السلام کا فرزند کے ذبح کے لئے تیار ہو جانا خواب کی تعبیر کے لئے تھا اسی طرح ان کا اپنے زن و فرزند کو بیابان جنگل میں چھوڑ آنا یہ تمام چیزیں دین ابراہیمی کے شرعی احکام نہ تھے ایسے ہی یہ

رب تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی' مگر چونکہ ان بری چیزوں کی پیدائش میں بھی لاکھوں حکمتیں ہیں' اس لئے ان کی پیدائش بری نہیں' کفر و گمراہی سور وغیرہ بچنے کیلئے پیدا کئے گئے تاکہ لوگ ان سے بچیں اور ثواب پائیں' اگر غور کیا جائے تو عالم کا نظام اور ہزاروں عبادات شیطان کے ذریعہ قائم ہیں' اگر شیطان نہ ہوتا تو مسلمان مجاہد و غازی کیسے بنتے' اس کی پوری تحقیق ہم پہلے سیپارے کے شروع میں کر چکے ہیں۔ **چوتھا اعتراض:** آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش رب کی معرفت کا ذریعہ کیسے ہے؟ بڑے بڑے عقلاء ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور خدا کو نہیں مانتے! **جواب:** وہ لوگ عاقل نہیں ہیں' غافل ہیں' جو ان چیزوں کو فقط دیکھتے ہیں مگر ان میں فکر نہیں کرتے' مخلوق کی صفات دیکھ کر اس کے مخالف صفات رب تعالیٰ میں مانی چاہئیں نہ کہ موافق' خیال کر لو کہ عالم حادث ہے تو خالق قدیم' عالم محتاج ہے تو خالق غنی' عالم میں تبدیلی ہے تو خالق تبدیلیوں سے پاک ہے' عالم کی چیزوں میں مقدار' کیفیت' شکل و صورت ہے تو خالق ان سے پاک ہے۔ عالم میں امکان ہے تو خالق میں وجوب' عالم میں بدلنا ہے خالق بدلنے سے پاک ہے' بلکہ وہ بدل دینے والا ہے' کہ اگر مخلوق کی یہ صفتیں خالق میں بھی ہوتیں تو وہ بھی مخلوق کی طرح کسی اور خالق کا محتاج ہوتا' اسی لئے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے رب تعالیٰ کو جان لیا' مطلب یہی ہے کہ اپنی گنہگاری سے اس کی غفاری جانو' اپنی بدکاری سے اس کی ستاری پہچانو' اپنی محتاجی سے اس کی غناء معلوم کرو' غرضیکہ مخلوق خالق کا مکمل پتہ لگتا ہے (از تفسیر کبیر) **پانچواں اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین وغیرہ باطل نہیں' مگر حدیث شریف میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الا کل شیء ما خلا اللہ باطل** اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے' آیت و حدیث میں تعارض ہے۔ **جواب:** حدیث میں باطل سے مراد قابل زوال ہے یعنی ممکن' اور آیت میں باطل سے مراد عبث و بے فائدہ ہے لہٰذا دونوں برحق ہیں' اور حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چیز اللہ سے خالی یعنی اس کی یاد سے خالی ہو اور اس سے غافل کرے وہ باطل و لغو ہے۔ **چھٹا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ کھڑے' بیٹھے' لیٹے ہر حال میں صرف اللہ ہی کا ذکر کرے اور کسی کا ذکر نہ کرے' بعض لوگ اٹھتے بیٹھتے **یا رسول اللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) یا غوث کہتے ہیں وہ مشرک ہیں اور اس آیت کے مخالف (مولوی ثناء اللہ صاحب) **جواب:** اس کے دو جواب ہیں' ایک الزامی' دوسرا تحقیقی' جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو ہر حال میں اور ہر وقت نہ تو کلمہ پڑھ سکتے ہیں' نہ قرآن نہ نماز نہ درود' کہ ان سب میں صرف اللہ کا ذکر نہیں بلکہ اسکے بندوں کا ذکر بھی ہے: **جواب:** تحقیقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات' اس کے مقبول بندوں کی تعریف' مردودوں کی برائی سب اللہ کا ذکر ہے' سارا قرآن ذکر اللہ ہے' خواہ ابولہب کی برائی کی آیتیں ہوں یا حضرات انبیاء و اولیاء کی عظمت کی یا ذات و صفات کی آیتیں۔ **ساتواں اعتراض:** اٹھتے بیٹھتے اللہ کا نام لینا بالکل بیکار ہے عمل میں کوشش چاہئے دوا کا نام جپنے سے بیماری نہیں جاتی بلکہ اس کے استعمال کرنے سے جاتی ہے۔ **جواب:** اللہ تعالیٰ کا نام جپنا بھی ایک عمل ہے' گندا یہ بھی باعث نجات ہے' ہر دوا کھائی پی نہیں جاتی' بعض دوائیں لگائی جاتی ہیں' بعض سونگھی جاتی ہیں' بعض دیکھی جاتی ہیں بلکہ بولنے چلنے اور سننے سے بھی علاج کئے جاتے ہیں' باغوں میں چلنا' سبزہ کو دیکھنا علاج ہے' مغموں کو نغمے سننا علاج ہے' اگر روزہ میں خشکی ہو جائے تو روزہ دار کے سامنے لیموں کاٹنا بلکہ کھٹی چیزوں کا ذکر منہ میں پانی لاتا ہے۔ اور خشکی دفعہ کرتا ہے' ہر وقت اللہ کے ذکر سے اس کی طرف دھیان رہے گا' اس سے محبت پیدا ہوگی' اس

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

اے وہ لوگ جو ایمان لائے　مدد لو　ساتھ صبر کے اور نماز کے　تحقیق اللہ ساتھ صبر والوں کے ہے۔

اے ایمان والو　صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

تعلق : اس آیت کا گزشتہ آیتوں سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق: پچھلی آیت میں مسلمانوں کو ذکر و شکر کا حکم دیا گیا تھا جو ساری بدنی و مالی عبادات کو شامل ہے اور کفران سے منع فرمایا گیا جس میں سارے گناہ داخل اس پر پورا عمل کرنا سخت دشوار تھا لہٰذا اب صبر و نماز کا حکم دیا گیا جس سے ان میں مدد ملے یعنی صبر و نماز سے ذکر و شکر میں مدد لو۔ دوسرا تعلق: پہلے ذکر و شکر کا حکم تھا۔ ذکر کا قوی تعلق بدن سے تھا اور شکر کامل سے اب صبر و نماز کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جس کا تعلق قلب و روح و بدن سب سے ہے۔ تیسرا تعلق: پہلے ذکر و شکر کا حکم دیا۔ اب اس صبر و نماز کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جس میں وہ دونوں بلکہ ساری عبادات داخل ہیں گویا پہلے مفرد نسخے بتائے گئے اور اب مرکب معجونیں۔ چوتھا تعلق: پہلے بلاواسطہ ذکر و شکر کا حکم تھا اب بالواسطہ کا کیونکہ صبر و نماز بالواسطہ ذکر بھی ہیں اور شکر بھی۔ پانچواں تعلق: پہلے ذکر و شکر کا حکم تھا اور کفران کی ممانعت اور ان میں سے ہر ایک کی لاکھوں قسمیں تھیں جن سب کا ادا کرنا بظاہر دشوار۔ اب اس چیز کی تعلیم دی جا رہی۔ جس میں سب پر عمل ہو جائے کیونکہ صابر اور نمازی بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کا ذکر و شکر کرتا ہے۔ چھٹا تعلق: پچھلی آیت میں شکر کا حکم تھا اب صبر کا حکم دیا جا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ تم پر ہمیشہ نعمتیں ہی نازل نہ ہوں گی تاکہ تم ہمیشہ شکر ہی کرتے رہو بلکہ کبھی مصیبتیں بھی آئیں گی تاکہ تم کو صابر بنا کر صبر کا ثواب بھی دیا جاوے صبر و شکر بندگی کے دو پر ہیں جن سے بندہ پرواز کر کے دروازہ محبوب تک پہنچتا ہے گویا ایک پر کا ذکر پہلی آیت میں تھا دوسرے کا اس آیت میں ہے۔

تفسیر : **یاایھا الذین امنوا** اگرچہ پہلے ہی سے مسلمانوں سے خطاب ہو رہا ہے مگر چونکہ اب دشوار باتوں کا حکم ہے لہٰذا نئے خطاب سے ان کی عزت افزائی فرمائی کہ اے وہ لوگو جو ایمان لا کر اپنا جان و مال ہمارے ہاتھ فروخت کر چکے تم یہ دو عمل کرو کیونکہ اب تمہاری ہر چیز ہماری ہے۔ نیز اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایمان کے بغیر صبر و نماز ساری عبادات بیکار ہیں عبادتوں کے لئے ایمان ایسا ہی ضروری ہے جیسے نماز کے لئے جسم و کپڑے کی پاکی اسی لئے ایمان کو ماضی فرمایا اور صبر و نماز کا حکم دیا جو مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ مومنوں کے خطاب میں ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوتے ان کا خطاب **یا ایھا النبی** ہے۔ نیز انداز خطاب سے ہی منشاء کا پتہ لگ جاتا ہے۔ کسی سے کہا او بیوقوف! معلوم ہوا عتاب ہو گا۔ اگر کہا او پیارے معلوم ہوا کرم ہو گا اگر کہا او بہادر معلوم ہوا کہ کوئی سخت کام دیا جائے گا۔ عرض کیا اے مالک و مولیٰ معلوم ہوا کہ معافی چاہی جائے گی۔ رب نے ہم کو مومن کے لفظ سے خطاب فرما کر کرم خاص کا اظہار فرمایا تاکہ مشقتیں آسان ہوں۔ ایمان کی حقیقت علماء کے نزدیک یہ ہے کہ تمام ضروریات دین کو مانا جائے کسی کا انکار نہ ہو۔ صوفیاء کے نزدیک یہ ہے کہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین کو اس طرح مانا جاوے کہ "عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ"۔ اس خطاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت مال و دولت سے نہیں مومن ہونے سے ہے نیز موحد ہونا کمال نہیں موحد تو ابلیس بھی ہے مومن ہونا کمال ہے۔ قبر میں توحید کے

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی طفیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور بقیہ زینت پہننا مستحب۔
ا۔ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اترے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۲۔ اس میں مومن' کافر' ولی' عالم' پرہیز گار سب سے خطاب ہے۔ کوئی اپنے کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے ۳۔ یعنی

ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾
کا لباس وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ
اے آدم کی اولاد ۲ خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا
سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں ۳

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا
بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں ۴ کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بیشک

جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ
ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے ۵ جو ایمان نہیں لاتے ۶ اور

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ
جب کوئی بے حیائی کریں ۷ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا ۸

اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ
اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۹ تم فرماؤ بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا
پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے ۱۰

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ
اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے

لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى
بندے ہو کر ۱۱ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۱۲ ایک فرقے کو راہ دکھائی

وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی ۱۳ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر پڑے بے پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۴۔ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہو گئی فوراً بہکایا۔ جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تاکہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم و نظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۵۔ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آئی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۶۔ یعنی شیطان بظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان در حقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ۷۔ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا اور بے پردگی و دیگر بے غیرتی کے کام ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے ۹۔ یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الٰہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ عدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قومی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادت کا ذکر ہے اور مسجد' مصدر میمی' بمعنی سجدہ ہے۔ سجدہ سے مراد نماز ہے اور ادعوا سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد بہتر ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری اکثر واجب کبھی غیر واجب۔ (روح البیان) ۱۱۔ یہاں وادعوا میں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں بمعنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو۔ ۱۲۔ جیسے تم پہلے نیست تھے پھر ہست کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر ہست کرے گا مقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ختنہ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے ۱۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے متعلق علم الٰہی میں آچکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی طفیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور بقدر زینت پہننا مستحب۔
ا۔ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اترے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۲۔ اس میں مومن' کافر' ولی' عالم' پرہیزگار سب سے خطاب ہے۔ کوئی اپنے کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے ۳۔ یعنی

ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾
کا لباس وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ
اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت
مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا
سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں ۳
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا
بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک
جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ
ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے ۵ جو ایمان نہیں لاتے ۶ اور
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ
جب کوئی بے حیائی کریں ۷ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا ۸
اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ
اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۹ تم فرماؤ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا
پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے ۱۰
وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ
اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت ۱۱ اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے
لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى
بندے ہو کر ۱۲ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۱۳ ایک فرقے کو راہ دکھائی
وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی ۱۴ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر پڑے بے پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۴۔ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہو گئی فوراً بہکایا۔ جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تاکہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم و نظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۵۔ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آئی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۶۔ یعنی شیطان بظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان درحقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ۷۔ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا اور بے پردگی و دیگر بے غیرتی کے کام ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے ۹۔ یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الٰہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ عدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قومی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادات کا ذکر ہے اور مسجد' مصدر میمی' بمعنی سجدہ ہے۔ سجدہ سے مراد نماز ہے اور ادعوا سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد بہتر ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری اکثر واجب کبھی غیر واجب۔ (روح البیان) ۱۱۔ یہاں وادعوا میں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں بمعنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو۔ ۱۲۔ جیسے تم پہلے نیست تھے پھر ہست کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر ہست کرے گا مقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ختنہ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے ۱۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے متعلق علم الٰہی میں آ چکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
بچانے والا نہیں ۱؎ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا

هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
نہیں ۲؎ اور بے شک اس سے پہلے ۳؎ تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے ۴؎

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ
تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے ۵؎ یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ
تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا ۶؎ اللہ یوں ہی

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ ۨالَّذِيْنَ
گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ۷؎ وہ جو اللہ کی

يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ
آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ۸؎ بے کسی سند کہ انہیں ملی ہو ۹؎ کس قدر سخت

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ۱۰؎ اللہ یوں ہی مہر کر دیتا

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ہے ۱۱؎ متکبر سرکش کے سارے دل پر اور فرعون بولا ۱۲؎

يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ
اے ہامان میرے لئے اونچا محل بنا ۱۳؎ شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک کاہے کے راستے

السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
آسمانوں کے ۱۴؎ تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں ۱۵؎ اور بے شک میرے گمان میں

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
تو وہ جھوٹا ہے ۱۶؎ اور یوں ہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر دکھایا گیا ۱۷؎ اور وہ راستے سے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہو گا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرما دے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے عذاب میں ذکر کیا گیا ۲۔ اس طرح کہ اس کی بد عملیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دے جیسے ذبح کی وجہ سے موت۔ لہٰذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ گر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ خالق موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو سبب موت کا کسب کرے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تمہارے باپ داداؤں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے تشریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں باقی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بینات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے شیر خوار بچے کی بات کرنا خوابوں کی تعبیر بغیر پڑھے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ ۵۔ کہ تم نے انہیں جادوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے متعلق شک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے ۶۔ کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات مانتا ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر بھی ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا کوئی کچی بات پا نہیں سکتا نہ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے ۸۔ اس طرح کہ انبیاء کے معجزات جھٹلاتے ہیں۔ جھگڑنے سے جھٹلانا مراد ہے ۹۔ یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف ہمیشہ بے سند بے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت الٰہیہ اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ کفر کی، جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کٹ لگ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مردالا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مروالے گناہ کیوں کئے آیت بالکل واضح ہے ۱۲۔ حماقت کے طور پر ہامان سے ۱۳۔ اس طرح کہ پہلے پختہ اینٹیں بنا۔ پھر اینٹوں سے محل تیار کر جو بہت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دوسری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ ۱۴۔ یعنی اس اونچے محل کو میں آسمان پر چڑھنے کا زینہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے، رب تعالیٰ نہ کسی خاص جگہ پر ہے، نہ ہر جگہ، وہ جگہ سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے۔ نہ کہ روزی دینے والے کی۔ ۱۶۔ فرعون کی یہ بکواس بھی صرف اپنا بھرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بھیجنے والا سچا رب ہے، اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک خود میں ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہر حال اس کی مجبوری و مقہوری اس عبارت سے ظاہر ہے ۱۷۔ رسول کو جھٹلانا، دعویٰ خدائی کرنا۔ برے کاموں میں مشغول رہنا اس کی اس حماقت کے سبب بنے

القرآن الکریم
کنز الایمان
تفسیر
نور العرفان

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

http://www.rehmani.net

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہوگا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرمادے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے عذاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بد عملیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے زہر کی وجہ سے موت۔ لہٰذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ گر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ خالق موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو سبب موت کا کسب کرے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تمہارے باپ دادوں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے تشریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں باقی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بینات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے شیر خوار بچے کی بات کرنا خوابوں کی تعبیر بغیر پڑھے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ ۵۔ کہ تم نے انہیں جادوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے متعلق شک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے ۶۔ کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات مانتا ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر بھی ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا کوئی بچی بات پا نہیں سکتا نہ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے ۸۔ اس طرح کہ انبیاء کے معجزات جھٹلاتے ہیں۔ جھگڑنے سے جھٹلانا مراد ہے ۹۔ یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف ہمیشہ بے سند بے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت انبیاء اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ کفر کی، جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کو زنگ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مہر والا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مہر والے گناہ کیوں کئے آیت بالکل واضح ہے ۱۲۔ حماقت کے طور پر ہامان سے ۱۳۔ اس طرح کہ پہلے پختہ اینٹیں بنا۔ پھر اینٹوں سے محل تیار کر جو بہت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دوسری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ ۱۴۔ یعنی اس اونچے محل کو میں آسمان پر چڑھنے کا زینہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے، رب تعالیٰ نہ کسی خاص جگہ پر ہے، نہ ہر جگہ، وہ جگہ سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے۔ نہ کہ روزی دینے والے کی۔ ۱۶۔ فرعون کی یہ بکواس بھی صرف اپنا بھرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بھیجنے والا سچا رب ہے، اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک خود میں ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہر حال اس کی مجبوری و مقہوری اس عبارت سے ظاہر ہے ۱۷۔ رسول کو جھٹلانا، دعویٰ خدائی کرنا۔ برے کاموں میں مشغول رہنا اس کی اس حماقت کے سبب تھے

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
بچانے والا نہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا
هَادٍ ۞ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
نہیں اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ
تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ
تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا اللہ یوں ہی
يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۞ الَّذِيْنَ
گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے وہ جو اللہ کی
يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۖ كَبُرَ
آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے کہ انہیں ملی ہو کس قدر سخت
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۖ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اللہ یوں ہی مہر کر دیتا
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر اور فرعون بولا
يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۞ اَسْبَابَ
اے ہامان میرے لئے اونچا محل بنا شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک کہ کون سے راستے
السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
آسمانوں کے تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور بے شک میرے گمان میں
كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
تو وہ جھوٹا ہے اور یوں ہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر دکھایا گیا اور وہ روکا گیا راستے سے

مَا لَنَا مِنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيۡطٰنُ لَمَّا قُضِىَ

ہمیں کہیں پناہ نہیں لے اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے

الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمۡ وَعۡدَ الۡحَـقِّ وَوَعَدْتُّكُمۡ

گا بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا ے

فَاَخۡلَفۡتُكُمۡ‌ ؕ وَمَا كَانَ لِىَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ

وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا ے مگر یہی کہ

اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ‌ ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ وَلُوۡمُوۡۤا

میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی، تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر

اَنۡفُسَكُمۡ‌ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِكُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِىَّ ؕ

الزام رکھو ے نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو

اِنِّىۡ كَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ‌ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ

وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں ے بیشک ظالموں

لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدۡخِلَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

کے لئے دردناک عذاب ہے ے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ

باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں

فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ؕ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ

اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے ے کیا تم نے نہ دیکھا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی ے جیسے پاکیزہ درخت جس کی

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤۡتِىۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ

جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے

ا۔ یعنی دنیا میں آفتوں، مصیبتوں پر صبر بڑے اجر کا سبب تھا مگر اب دوزخ میں رہ کر صبر کریں یا بے صبری اب یہاں سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا دار العمل تھی۔ آخرت دار الجزاء ہے۔ ۲۔ اور کفار دوزخ میں پہنچ جاویں گے' اسے ملامت کریں گے "کہ تو ہم کو یہاں لایا۔ تیرے وعدے کیا تھے اور ہوا کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دوزخ میں سزا پائے گا۔ اور کفار اس سے ملاقات کریں گے اس کو پہچانیں گے' ظاہر یہ ہے کہ یہاں شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے ۳۔ اپنے ایجنٹ یعنی سرداران کفار کے ذریعہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے' نہ سزا جزا ہے' بت پرستی اچھی چیز ہے معلوم ہوا کہ کفار کے پیشواؤں کا کلام در پردہ ابلیس کا کلام ہے۔ ابلیس نے ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود ابلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا ۴۔ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر' یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وہاں بہکا سکنا مراد ہے ۵۔ کہ تم نے رب کی نہ مانی۔ میری مانی' بتاؤ تمہارا قصور ہے یا نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے' خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا' وہ بڑا موحد ہے' ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں' شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات' جنت' دوزخ' حشر' نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں' صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا' جس پر مدار ایمان ہے' وہ نبوت کا عقیدہ ہے' اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے ۷۔ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں' اور جن سے انہیں آس تھی' وہ ایسا کورا جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۸۔ اس سلام کی ابتداء آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا ۹۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں' جیسے قرآن' تسبیح' حمد الٰہی' نعت رسول' دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں "کہ جب دل میں جاگزیں ہو جاویں' تو پھر نکلتے نہیں ۱۰۔ جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں' اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں' ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضاء میں پھیلی ہوتی ہیں "کہ آنکھ' کان' ناک' وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے

مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ

ہمیں کہیں پناہ نہیں اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے

الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

گا بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا

فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ

وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ

اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر

اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ

الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو

اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں بیشک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کے لئے دردناک عذاب ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے کیا تم نے نہ دیکھا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ

جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے

۱۔ یعنی دنیا میں آفتوں، مصیبتوں پر صبر بڑے اجر کا سبب تھا مگر اب دوزخ میں رہ کر صبر کریں یا بے صبری اب یہاں سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا دار العمل تھی۔ آخرت دار الجزاء ہے۔ ۲۔ اور کفار دوزخ میں پہنچ جاویں گے، اسے ملامت کریں گے کہ تو ہم کو یہاں لایا۔ تیرے وعدے کیا تھے اور ہوا کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دوزخ میں سزا پائے گا۔ اور کفار اس سے ملاقات کریں گے اس کو پہچانیں گے، ظاہر یہ ہے کہ یہاں شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے ۳۔ اپنے ایجنٹ یعنی سرداران کفار کے ذریعہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، نہ سزا جزا ہے، بت پرستی اچھی چیز ہے معلوم ہوا کہ کفار کے پیشواؤں کا کلام در پردہ ابلیس کا کلام ہے۔ ابلیس نے ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود ابلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا ۴۔ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر، یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وہاں بہکا سکنا مراد ہے ۵۔ کہ تم نے رب کی نہ مانی۔ میری مانی، لہٰذا تمہارا قصور ہے یا نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے، خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا، وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں، شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، حشر نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں، صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا، جس پر مدار ایمان ہے، وہ نبوت کا عقیدہ ہے، اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے ۷۔ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں، اور جن سے انہیں آس تھی، وہ ایسا کورا جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرماوے گا ۸۔ اس سلام کی ابتداء آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا ۹۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں، جیسے قرآن، تسبیح، حمد الٰہی، نعت رسول، دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں کہ جب دل میں جاگزیں ہو جاویں، تو پھر نکلتے نہیں ۱۰۔ جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں، ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضا میں پھیلی ہوتی ہیں کہ آنکھ، کان، ناک، وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَٰقَوْمِ
اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری
اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا
قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو ۲ اور زمین میں
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ
فساد پھیلاتے نہ پھرو ۳ تو انہوں نے اسے جھٹلایا ۴ تو انہیں زلزلے
الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا
نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ۵ اور عاد
وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ
اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۶
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ
اور شیطان نے ان کے کرتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ اور انہیں راہ سے
عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۳۸﴾ وَقَٰرُونَ
روکا اور انہیں سوجھتا تھا ۸ اور قارون ۹
وَفِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ
اور فرعون اور ہامان کو ۱۰ اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن
بِالْبَيِّنَٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا
نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا ۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے
سَٰبِقِينَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنۢبِهِۦ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ
والے نہ تھے ۱۲ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا ۱۳ تو ان میں ہم نے
أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ
کسی پر پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے

۱۔ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آ کر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم اس نسب' اس ملک سے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لئے امید کا' کافر کے لئے خوف کا دن ہے' مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ۳۔ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آ جاتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے' اور ان کی نافرمانی کئے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جسکی آواز سے زمین میں زلزلہ آ گیا۔ اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور أَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ میں تعارض نہیں ۵۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری' جس سے زلزلہ آ گیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ۶۔ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں' لوگوں کو مشرک بناتا ہے۔ ۸۔ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا' ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا' ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر۔ کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون وہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لئے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۱۰۔ یہاں قارون کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو' ایمان لاؤ۔ ۱۱۔ فرعون وہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳۔ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لئے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے علاقوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرموں کی وجہ سے عذاب آ جاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم بخشے تو جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی۔

ا۔ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آکر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم اس نسب' اس ملک سے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لئے امید کا' کافر کے لئے خوف کا دن ہے' مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ۳۔ یعنی کفر کرکے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آ جاتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے' اور ان کی نافرمانی کئے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جس کی آواز سے زمین میں زلزلہ آگیا۔ اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور اَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ میں تعارض نہیں ۵۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری' جس سے زلزلہ آگیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ۶۔ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کرکے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں' لوگوں کو مشرک بناتا ہے۔ ۸۔ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا' ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا' ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر۔ کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون و ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لئے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۱۰۔ یہاں قارون کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو' ایمان لاؤ۔ ۱۱۔ فرعون و ہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳۔ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لئے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے علاقوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرموں کی وجہ سے عذاب آ جاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم بخشے تو جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ
اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری

اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا
قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو۲ اور زمین میں

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ
فساد پھیلاتے نہ پھرو۳ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں زلزلے

الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا
نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۴ اور عاد

وَثَمُودَ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ
اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں۶

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ
اور شیطان نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے۷ اور انہیں راہ سے

عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونَ
روکا اور انہیں سوجھتا تھا۸ اور قارون۹

وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ
اور فرعون اور ہامان کو۱۰ اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن

بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا
نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے

سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ
والے نہ تھے۱۲ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا۱۳ تو ان میں ہم نے

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ
کسی پر پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ
مہلت ہے لہ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ؁ میں ضرور تیرے سیدھے
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ
راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ؁ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ
گا ان کے آگے اور انکے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ؁
وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا
اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ؁ فرمایا یہاں سے نکل جا
مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ
رد کیا گیا راندہ ہوا ؁ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں
جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ
تم سب سے جہنم بھر دوں گا ؁ اور اے آدم تو اور تیرے جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
جنت میں رہو ؁ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ؁ اور اس پیڑ کے
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ
پاس نہ جانا ؁ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ؁ پھر شیطان نے ان
لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ
کے جی میں خطرہ ڈالا ؁ کہ ان پر کھول دے انکی شرم کی چیزیں جو ان سے
سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ
چھپی تھیں ؁ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے
الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ
منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

ا۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہ کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چہار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما هو قول ابی حنیفۃ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں واؤں را دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

۱۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے ۱۵ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۱۶ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ

گا ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۱۷ فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

تم سب سے جہنم بھر دوں گا ۱۸ اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو تو اس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مخلص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں چلا دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

(بقیہ صفحہ ۶۴۳) اشارۃً فرمایا گیا کہ عاملوں کو جنت عدل سے ملے گی اور بعض غیر عاملوں کو رب کے فضل سے' جیسے مسلمانوں کے شیر خوار بچے اور دیوانے جو بغیر عمل فوت ہو جاویں اور وہ نومسلم جو اسلام لاتے ہی فوت ہو جاوے اور وہ حضرات جو اس زمانے میں ایمان لائے تھے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے اور اسی زمانے میں فوت ہو گئے۔ ۸۔ شان نزول' جب مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہم کہاں جائیں' کیسے جائیں' نہ کہیں ہمارا مکان نہ رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام۔ ہمیں کون کھلائے پلائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو توکل کی تعلیم دی گئی ۹۔ علماء فرماتے ہیں کہ صرف تین حیوان رزق

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا

لَهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

ہے جس کے لئے چاہے ۱۰ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۱۱ اور جو تم ان سے پوچھو کس

نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ

نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی مرے پیچھے ضرور

مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

کہیں گے اللہ نے ۱۲ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے

یَعْقِلُوْنَ۠ ﴿۶۳﴾ وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌؕ

عقل ہیں ۱۳ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں ۱۴ مگر کھیل کود ۱۵

وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۬ۚ

پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۱ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر ۲

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۳ کہ ناشکری کریں ہماری

اٰتَیْنٰهُمْ ۚۙ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا ٙ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا

دی ہوئی نعمت کی ۴ اور برتیں تو اب جاننا چاہتے ہیں اور کیا انہوں نے یہ نہ

اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْؕ

دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی ۵ اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے

اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں ۶

جمع کرتے ہیں۔ چیونٹی' چوہا' انسان۔ یہ کھاتے کم ہیں فکر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی' گینڈا وغیرہ ۱۰۔ یعنی جتنا رزق تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں ۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید' صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔

۱۔ یعنی جسے چاہتا ہے مالدار کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقیر کرتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب چاہے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے' دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے' کافر کی امیری قہر ہے مومن کی فقیری رحمت ہے ۲۔ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق' لہٰذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بناؤ۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے' ابوجہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۳۔ ان تمام اقراروں کے باوجود وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عیسائی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۴۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر ٹھہراتے تھے رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۵۔ لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے' لہٰذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر علیحدہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہٰذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توشہ ۶۔ غافل کرنے والی چیز کو لہو کہتے ہیں اور بیکار و عبث کو لعب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فنا ہو' نہ فساد نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا برزخ کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی' کیونکہ مومن فانی اللہ ہو کر بقاباللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ اس لئے آج ہم کلمہ میں

رکوع ۲

(بقیہ صفحہ ۶۴۳) اشارۃً فرمایا گیا کہ عاملوں کو جنت عدل سے ملے گی اور بعض غیر عاملوں کو رب کے فضل سے' جیسے مسلمانوں کے شیر خوار بچے اور دیوانے جو بغیر عمل فوت ہو جاویں اور وہ نو مسلم جو اسلام لاتے ہی فوت ہو جاوے اور وہ حضرات جو اس زمانے میں ایمان لائے تھے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے اور اسی زمانے میں فوت ہو گئے۔ ۸۔ شان نزول' جب مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہم کہاں جائیں' کیسے جائیں' نہ کہیں ہمارا امکان نہ رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام۔ ہمیں کون کھلائے پلائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو توکل کی تعلیم دی گئی ۹۔ علماء فرماتے ہیں کہ صرف تین حیوان رزق

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا

لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

ہے جس کے لئے چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم ان سے پوچھو کس

نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ

نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے ضرور

مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے

يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ

عقل ہیں اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں کہ ناشکری کریں ہماری

اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو اب جاننا چاہتے ہیں اور کیا انہوں نے یہ نہ

اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں

جمع کرتے ہیں۔ چیونٹی' چوہا' انسان۔ یہ کھاتے کم ہیں فکر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی' گینڈا وغیرہ ۱۰۔ یعنی جتنا رزق تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں ۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید' صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔

ا۔ یعنی جسے چاہتا ہے مالدار کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقیر کرتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب چاہے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے' دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے' کافر کی امیری قہر ہے مومن کی فقیری رحمت ہے ۲۔ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق' لہٰذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بناؤ۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے' ابوجہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۳۔ ان تمام اقراروں کے باوجود وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عیسائی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۴۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر ٹھہراتے تھے رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۵۔ لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے' لہٰذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر علیحدہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہٰذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توشہ ۶۔ غافل کرنے والی چیز کو لہو کہتے ہیں اور بیکار و عبث کو لعب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فنا ہو' نہ فساد نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا برزخ کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی' کیونکہ مومن فنافی اللہ ہو کر بقاباللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ اس لئے آج ہم کلمہ میں

۱۔ یعنی ان کے عقیدے' قول' اعمال سب جھوٹے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں' حرام کو حلال جانتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سچی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں' جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر جھوٹ بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک' رب اللہ ہے مگر جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں مانتے ۲۔ عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا غنی نہ ہوتا۔ ۴۔ اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا ۵۔ اس طرح کہ مجھے کفار کے عقاید' اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا اُمت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں کفار پر دنیاوی عام غیبی عذاب نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ تو ان پر یہ عذاب آنا تو ایسے ناممکن ہے جیسے معبود دو ہونا ۶۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب بھیجیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں' رب نے حضور کو یہ دکھا بھی دیا' عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہٰذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ غیبی پتھر برسنا' صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مطابق وعدۂ الٰہی نہ آسکتا تھا ۷۔ یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو' بھلائی سے برائی کو' نور سے ظلمت کو' دلائل سے ان کے اعتراضات کو' رحم و کرم' سے ان کی سختی کو' اخلاق سے ان کی کج خلقی کو' علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی سختی کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم' نرم' تبلیغ' جہاد' سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طبیب کا مریض کو اپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے ۸۔ اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شریک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزا دیں گے ۹۔ اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہیے کیونکہ "رب اعوذ بک" دعا ہے "قل" میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈٹا رہتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرتا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں اللہ نے کوئی بچہ اختیار

مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ

نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق

اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی چاہتا پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اسے بلندی

يُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ

ہے ان کے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے

فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ

تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور بے شک ہم قادر ہیں کہ

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

تمہیں دکھا دیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو

السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ

دفع کرو ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں اور تم عرض کرو کہ اے میرے

بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ

يَّحْضُرُوْنِ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا

کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں

۱۔ یعنی ان کے عقیدے، قول، اعمال سب جھوٹے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں، حرام کو حلال جانتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سچی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں، جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر جھوٹ بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک، رب اللہ ہے مگر جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں مانتے ۲۔ عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اللہ نے کوئی بچہ اختیار

مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ

نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق

اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی چاہتا پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اسے بلندی

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ

ہے ان کے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے

فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ

تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور بیشک ہم قادر ہیں کہ

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

تمہیں دکھا دیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو

السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ

دفع کرو ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں اور تم عرض کرو کہ اے میرے

بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ

يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا

کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں

ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا غنی نہ ہوتا۔ ۴۔ اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا ۵۔ اس طرح کہ مجھے کفار کے عقائد، اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا امت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں کفار پر دنیاوی عام بھی عذاب نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ تو ان پر یہ عذاب آنا تو ایسے ناممکن ہے جیسے معبود دو ہونا ۶۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب بھیجیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں، رب نے حضور کو یہ دکھا بھی دیا، عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہٰذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ یعنی پتھر برسنا، صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مطابق وعدۂ الٰہی نہ آسکتا تھا۔ ۷۔ یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو، بھلائی سے برائی کو، نور سے ظلمت کو، دلائل سے ان کے اعتراضات کو، نرم و کرم سے ان کی سختی کو، اخلاق سے ان کی کج خلقی کو، علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی سختی کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم، نرم، تبلیغ، جہاد، سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طبیب کا مریض کو آپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے ۸۔ اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شریک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزا دیں گے ۹۔ اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہیے کیونکہ رب اعوذ بک دعا ہے، قُل میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈٹا رہتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرتا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

۱۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے

الْمُنْظَرِينَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے ؎ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ؎ میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ؎ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

گا ان کے آگے اور انکے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ؎

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ؎ فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا ؎ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

Page-241.tiff

تم سب سے جہنم بھر دوں گا ؎ اور اے آدم تو اور تیری جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو ؎ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ؎ اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا ؎ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ؎ پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے انکی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں ؎ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چہار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفۃ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں وسوسہ ڈال دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

القرآن الكريم

كنز الايمان

تفسير

نور العرفان

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

١۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ٣۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ٤۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ٦۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ٨۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ
مہلت ہے ١ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ٢ میں ضرور تیرے سیدھے
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ
راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ٣ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ
گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ٤
وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا
اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ٥ فرمایا یہاں سے نکل جا
مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ
رد کیا گیا راندہ ہوا ٦ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں
جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ
تم سب سے جہنم بھر دوں گا ٧ اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
جنت میں رہو ٨ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ٩ اور اس پیڑ کے
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ
پاس نہ جانا ١٠ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ١١ پھر شیطان نے ان
لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ
کے جی میں خطرہ ڈالا ١٢ کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے
سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ
چھپی تھیں ١٣ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے
الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ
منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ٩۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ١٠۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ١١۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ١٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں وسوسہ ڈال دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ١٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

۱۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ہو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں را دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے۔ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

گا ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

Page-241.bmp

تم سب سے جہنم بھر دوں گا اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

ا۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا" ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لہم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم ۔ معنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں وسوسہ ڈال دیا لہٰذا ہر جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

مہلت ہے ۱ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ۲ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۳ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ۴ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۵ فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ ہوا ۶ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا ۷ اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو ۸ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ۹ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا ۱۰ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ۱۱ پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا ۱۲ کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں ۱۳ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

ا۔ یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھائی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ۳۔ یعنی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھائی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ

تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ

ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ

کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم

قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو، کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے، کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہو سکتا۔ (حنفی) ۶۔ انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہر حال حرام، اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو ۹۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں بھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس سے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

http://www.rehmani.net

ا۔ یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھائی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ۳۔ یعنی بلاارادہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹی قسم کھائی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗ

ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تھا تو ایسی قسم کا بدلہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ

کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

کہیں تم احسان مانو۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم

قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو، کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے، کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہو سکتا۔ (حنفی) ۶۔ انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہر حال حرام، اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو ۹۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں کبھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس سے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے، وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

حرام کا فرق رکھا معدنیات اور نباتات میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر مضر چیز کھانا حرام۔ اور غیر مضر چیز حلال۔ دیکھو سنکھیا کھانا حرام ہے۔ کہ مضر ہے لیکن اگر مار کر حکیم کھلائے تو جائز ہے۔ سونا چاندی۔ لوہا موتی وغیرہ مضر طریقہ سے کھائے جائیں تو حرام ہیں۔ لیکن ان کا کشتہ اور موتی کی راکھ جو مضر نہ ہو حلال ہے یہ ہی حال گھاس سبزیوں وغیرہ کا ہے۔ حیوانات میں حلال و حرام کے مختلف قاعدے ہیں کہ دریائی جانور سب حرام سواء مچھلی کے (بے خون والے جانور حرام سواء ٹڈی کے) پرندے چرندے جو شکاری ہیں یعنی پنجے والے یا کیل والے وہ حرام باقی حلال تفصیل فقہ میں دیکھو۔ طیبًا یہ لفظ طیب سے بنا۔ جس کے معنی ہیں عمدگی اور پاکیزگی۔ مدینہ منورہ کو اس لئے طیبہ کہتے ہیں کہ وہ جگہ شریف کفر کی گندگیوں۔ وبائی بیماریوں۔ جسمانی بلاؤں سے پاک ہے اور دجال کے داخلہ سے محفوظ اس کا مقابل خبیث ہے۔ نجس۔ طاہر۔ حرام و حلال۔ خبیث و طیب میں فرق خیال میں رکھنا چاہئے۔ یہاں حلال اور طیب میں چند طرح فرق ہے۔ ۱۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو۔ طیب وہ جو بد مزا یا گھنونی نہ ہو اپنا تھوک رینٹ حلال ہے مگر طیب نہیں۔ ۲۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو۔ اور طیب وہ جو حرام ذریعہ سے حاصل نہ ہوئی ہو۔ سور کتا حرام ہے۔ غیر کی بکری چوری کا مال رشوت و سود کا پیسہ خبیث ہے طیب نہیں۔ ۳۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو۔ طیب وہ جو تندرستی کو مضر نہ ہو۔ حاذق طبیب کے حکم سے جیسے کہ بیمار کو حرام چیز حلال ہو جاتی ہے ایسے ہی حلال چیز منع۔ ۴۔ حلال وہ جو یقینًا حرام نہ ہو۔ طیب وہ جس میں حرمت کا شبہ بھی نہ ہو۔ شبہ کی چیزیں حلال ہیں طیب نہیں۔ ۵۔ حلال وہ جسے شرع پسند کرے طیب وہ جسے طبیعت پسند کرے۔ (عزیزی و روح کبیر) غرضکہ یہاں اس چیز کے کھانے کا حکم دیا گیا۔ جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ظاہری گندہ کو نجس اور باطنی گندہ کو خبیث کہتے ہیں یوں ہی ظاہری پاک کو طاہر اور اندرونی پاک کو طیب کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے یہاں یہ تو فرمادیا کہ حلال و طیب چیزیں کھاؤ مگر نہ حلال کی تفصیل فرمائی نہ طیب کی وضاحت کی کہ فلاں فلاں چیزیں حلال ہیں اور فلاں فلاں طیب بلکہ سارے قرآن مجید میں ان کی مکمل فہرست ارشاد نہ ہوئی تاکہ قرآن پڑھنے سمجھنے والے مسلمان حضور نبی کریم ﷺ سے بے نیاز نہ ہو جاویں۔ صرف حلال و طیب کا نام لے دیا اور ان کی تفصیل نبی ﷺ پر چھوڑ دی۔ کہ ان سے پوچھ لو جیسے رب نے نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا۔ مگر تفصیل سے خاموش رہا۔ تاکہ حضور کی ضرورت باقی رہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔ اتباع پیچھے چلنے کو کہتے ہیں اور تابع پیچھے چلنے والا۔ خطوات۔ خطوۃ کی جمع ہے۔ خطوہ خ کے زبر سے بمعنی قدم اور خ کے پیش سے دو قدموں کے درمیانی فاصلہ (روح البیان) یہاں دونوں ہی معنی بن سکتے ہیں یعنی شیطان کے آثار قدم پر قدم نہ رکھو یا شیطان کے راستوں پر نہ جاؤ کہ رب نے اسے سجدہ آدم کا حکم دیا اور اس نے مقابلہ کر کے انکار کیا۔ چونکہ اس کے راستے بہت سے ہیں اس لئے خطوات جمع فرمائی گئی۔ یعنی شیطان کے بتائے ہوئے عقائد و اعمال یا شیطانوں کے اختیار کئے ہوئے عمل و عقیدے نہ اختیار کرو۔ خیال رہے کہ شیطان خود برائیاں کرتا نہیں بلکہ کراتا ہے اسی طرح وہ شرک و کفر اختیار کرتا نہیں لوگوں کو مشرک و کافر بناتا ہے۔ وہ خود تو موحد ہے جنت دوزخ کا قائل ہے یہ بھی جانتا ہے کہ حضرات انبیاء رب کے بھیجے ہوئے ہیں مگر انہیں

پھر کہیں اکل نصیب ہوگا۔ یعنی ایک صرف پیٹ بھرنے کے لیے پہلے کھیتی باڑی پھر کھیتی اُگنا پھر اس کی رکھوالی پھر پکائی پھر کٹائی پھر چھٹائی پھر صفائی پھر پسائی پھر گندھائی پھر روٹی پکائی پھر کہیں کھلائی یہاں تین چیزیں بیان ہوئیں ۱ بشریت کی عزت ۲ جنتی رہائشی زندگی کا آرام ۳ ابلیس کی دشمنی کے نقشے جو ہر طرح آدم علیہ السلام کو سمجھا سنا بتا دکھا دیئے گئے۔ لیکن اس کے باوجود ہوا کیا۔ تقدیر مبرم نے کیا کرایا۔ بہت عرصہ بعد (بقولِ تفاسیر چالیس سال) فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۔ پھر بھی شیطن نے اپنا وسوسہ کسی نہ کسی طریقے سے اُن آدم تک پہنچا ہی دیا۔ وہ اس طرح کہ ابلیس اگرچہ علم والا نہ تھا مگر اس نے اپنی عیاری مکاری اور تخمینے اندازے سے۔ بشریت کی تین کمزوریاں جان لیں ۱ نسیان بھول ۲ لالچ یعنی دنیوی زندگی کی حرص وخواہش ۳ موت کا ڈر یعنی موت نہ چاہنا لمبی سے لمبی زندگی کافی عرصہ بعد جب ابلیس نے گمان کیا کہ اب آدم پچھلی باتیں یعنی میری گستاخانہ گفتگو عدم سجدہ کی دشمنی اور مخالفانہ رویہ اور اللہ کا عہد بھول گیا ہوگا تو وہ بوڑھے بزرگ فرشتے کے لبادے میں بھیس بدل کر آیا اور پہلے حضرت حوا کے پاس آیا۔ موت سے ڈرایا ہمیشہ زندہ رہنے کا گر سکھانے کا وعدہ کیا اور پھر آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ حوا ڈر گئیں اور اس کو اپنا بہت بڑا غمخوار دوست سمجھ لیا جب آدم علیہ السلام آئے تو حوا بیوی نے آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ موت کی بات سن کر وہ تقاضائے بشری وہ بھی مرنے سے گھبرائے اس بوڑھے مہربان کا انتظار کرنے لگے کچھ دنوں بعد وہ ابلیس پھر اسی طرح بھیس بدل کر ظاہر ہوا۔ اور نہایت عیارانہ طریقے سے دوستی ظاہر کرنے لگا قسمیں کھانے اور نصیحتیں کرتے ہوئے کہنے لگا۔ یا آدم هَلْ اَدُلُّكَ کیا میں تم کو ایسے درخت کا پتہ نہ بتا دوں جس کو شجرِ خلد کہتے ہیں اس لیے کہ جو اس کا پھل کھا لے وہ کبھی مرتا نہیں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اور ایسی دولتوں بادشاہتوں کا مالک ہوجاتا ہے جو نہ کبھی خراب ہوں نہ کبھی فنا ہمیشہ وہ بندہ اور اس کی سب چیزیں ایک حالت پر رہتی ہیں۔ خلد کے معنی ہے اس شان کی زندگی کہ نہ فنا ہو نہ فساد نہ بیماری نہ بگاڑ بس درستی سے ہی قائم رہے۔ ابلیس نے چار طرح آدم علیہ السلام کو وسوسے دے کر ورغلایا ۱ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ (سورۃ اعراف آیت ۲۰) ۲ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔ (اعراف آیت ۲۱) ۳ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۰) ۴ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۰) ابلیس کے یہ وسوسے

اس لیے کہ آدم علیہ السلام کی وجہ سے اس کو دنیوی زندگی کی چار ذلتیں ملیں اور ذلتیں اس لیے ملیں کہ وہ ابلیس اس ضد پر اڑا رہا کہ شخصیت آدم پر میرا اعتراض درست تھا۔ اور میں اُس کو ہر طرح درست ثابت کروں گا۔ اس کام کے لیے شیطان نے چار باتوں کا ذکر کیا ابلیس نے رب تعالیٰ سے چار چیزیں مانگیں ۱۔ تاقیامت لمبی زندگی مانگی۔ اس لیے کہ چونکہ میرا دعویٰ ہے کہ میں لائق ہوں لہٰذا میں ہی افضل ہوں مجھے میرے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے مہلت دی جائے تاکہ میں تاقیامت اپنی لیاقت اور آدم و آدمیان کی نااہلی ثابت کرتا رہوں ۲۔ ہر انسان بلکہ دنیا کی چیزوں پر اختیار و تصرف مانگا ۳۔ ہر شخص پر تسلط اور اس کے پاس پہنچنے کی سہولت مانگی کہ جہاں تک بشریت کی رہائش ہو۔ وہاں تک میری پہنچ ہو ۴۔ قوت مانگی کہ جس بشر کی طاقت جس قسم کی ہو۔ اُسی قسم کا اس پر میرا غلبہ ہو سکے۔ لمبی عمر اس لیے مانگی کہ جب تک زمین پر بشریت رہے میری عمر بھی رہے۔ یہ کتنی بڑی اس کی عیاری تھی کہ خود تو رب تعالیٰ سے لمبی عمر مانگ رہا ہے اور آدم و حوّا کو لمبی عمر کے لیے شجرۃ الخلد دکھا رہا ہے۔ بشریت کے ساتھ اُس کا رویہ تاقیامت ایسا ہی ہوگا۔ شجرۃ الخلد کی اضافت توصیفی ہے جیسے فرس جبریل میں دم کی اضافت والا نام فرس الحیٰوۃ ہے۔ یعنی جو اُس سے لگ جائے وہ کچھ دیر کے لیے زندہ ہو جائے تو شجرۃ الخلد کا معنیٰ ہوا جو اُسے تھوڑا سا کھائے وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جائے۔ اُس درخت کا یہ نام خود ابلیس نے اس وقت دھوکہ دینے کے لیے رکھا اور یہ درخت دکھایا کہ یہ وہی ہے جس سے تم کو رب نے منع کیا ہے مگر یہ حرام نہ کیا ہے بلکہ اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے بن کر ابدی زندگی نہ پا لو۔ مگر میں تم کو ایسی ترکیب بتاتا ہوں کہ ابدی زندگی بھی مل جائے اور فرشتے بھی نہ ہو بلکہ بشر ہی رہتے ہوئے ابدی زندگی والے بادشاہ بن جاؤ۔ خیال رہے کہ اُس وقت تک حضرت آدم کو نبوت نہ ملی تھی آدم علیہ السلام کو نبوت بعد توبہ زمین پر ملی جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے وسوسۂ ابلیس اور آپ کی خطا و نسیان رونا توبہ کرنا۔ اور ابدی زندگی کے لالچ دائمی بادشاہت مل جانے کی خواہش میں آجانا۔ ابلیس کے جھانسے میں آجانا اس کا داؤ چل جانا جنت سے نکالا جانا یہ سب کچھ آپ کی بشریت کی واردات ہیں اور ضعیف بشری کے تقاضے ہی بشری کمزوریاں تاقیامت انسانوں کو بتانا مقصودِ کلام ہے۔ یہ بشری کمزوریوں کا ظہور آدم علیہ السلام سے اس لیے ہوا کہ ابھی آپ کا وجود نبوی قوت سے خالی تھا۔ گروہ انبیا علیہم السلام میں صرف آدم علیہ السلام کو پیدائش کے تین سو سال بعد نبی بنایا گیا باقی تمام انبیاء کو شکم مادر میں تکمیلِ بدنی کے وقت ہی نبی بنا دیا جاتا رہا۔ اور آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی ہستی ہے کہ آپ کو شکم مادر سے کروڑوں سال پہلے نبی بنایا گیا (مشکوٰۃ ص ۵۱۳ رواہ الترمذی)

آٹھواں فائدہ: ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔ یہ فائدہ **من بین ایدیہم** سے حاصل ہوا۔ **نواں فائدہ:** ابلیس دراصل انسانوں کا دشمن ہے اگر بعض جنات ایمان قبول کرلیں تو ان کا دشمن ہو جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے کام کیوں کئے حور و غلمان کا دشمن نہیں وہ تو آدم علیہ السلام کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے یہ فائدہ **لا تمنہم** سے حاصل ہوا کیونکہ **ھم** کی ضمیر انسانوں یعنی اولاد آدم کی طرف ہے۔ **دسواں فائدہ:** اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے دیکھو اس نے قیامت تک کے انسانوں کے متعلق کہا **لا تجد اکثرھم شاکرین** اور بالکل سچ کہا واقعی تھوڑے انسان شاکر ہیں' بہت سے کافر ہیں۔ رب فرماتا ہے **وقلیل من عبادی الشکور** جب شیطان کو عطا علم غیب ہوئی تو مقبول بندوں کے لئے علم غیب کی عطا ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ **گیارھواں فائدہ:** تقیہ کرنا بدترین جرم ہے دیکھو شیطان نے رب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ نہیں کیا بلکہ جو اس نے کرنا تھا وہی صاف صاف کہہ دیا۔ **بارھواں فائدہ:** اللہ کے نیک بندوں کا قرب شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے دیکھو ابلیس ہمارے دائیں بائیں سمت سے ہم سے قریب نہیں ہوتا دور رہ کر ہم کو بہکاتا ہے کیونکہ ادھر فرشتے موجود ہیں یہ فائدہ **عن ایمانہم** اور **عن شمائلہم** میں **عن** فرمانے سے حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے ابھی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا سب کو گمراہ کرنے والا ابلیس ہے اور ابلیس کو گمراہ کرنے والا رب ہے تو سب کی گمراہی کی ذمہ داری رب تعالیٰ پر ہونی چاہئے دیکھو فرمایا گیا **اغویتنی** (ستیارتھ پرکاش)۔
جواب: اس بیہودہ اعتراض کا جواب ابھی تفسیر میں بھی گزر گیا اور پارہ الم میں تفصیل سے عرض کر دیا گیا کہ برائی کی رغبت دینا برا ہے یہ کام شیطان کا ہے اور برائی پیدا فرمانا اچھا ہے اس میں لاکھوں حکمتیں ہیں ہر کام رب تعالیٰ کا ہے چھری چاقو بنانا اچھا ہے مگر اس سے کسی کو ظلماً "قتل کرنا برا ہے۔ **اغویتنی** کے معنی ہیں کہ تو نے مجھ میں گمراہی پیدا کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ تو نے مجھے رغبت دے کر گمراہ کیا تو یہ شیطان کی بکواس ہے۔ رب نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا جو ہدایت ہی ہدایت تھا سجدہ نہ کرنا اس کی اپنی حرکت تھی اس نہ کرنے سے وہ گمراہ ہوا۔ **دوسرا اعتراض:** شیطان دوزخ کی طرف بلاتا ہے تو چاہئے کہ ٹیڑھے راستے پر بیٹھے سیدھے راستہ پر کیوں بیٹھتا ہے یہ تو جنتیوں کا راستہ ہے۔ **جواب:** تین وجہوں سے ایک یہ کہ اوھر آنے والوں کو وہ یہاں سے ہٹانے اور ٹیڑھے پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے' دوزخیوں کو صرف ٹیڑھے راہ پر جماتا ہے۔ جمانا آسان ہے ہٹانا مشکل ہے اس لئے وہ مشکل مقام پر بیٹھتا ہے دوسرے یہ کہ اسی راستہ پر اللہ کی قائم کردہ حفاظتی چوکیاں محافظین بندے رہتے ہیں حضرات انبیاء' اولیاء' کیونکہ یہ رب کا قائم کردہ راستہ ہے ٹیڑھے راستوں پر یہ کچھ نہیں اس لئے یہ بھی وہاں ہی رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شیطان گویا ڈاکو ہے ڈاکو وہاں ہی رہتا ہے جہاں سے مال والے لوگ گزرتے ہوں ایمان والے اعمال والے عرفان والے تقویٰ والے لوگ یہاں سے ہی گزرتے ہیں اس لئے وہ یہاں ہی رہتا ہے ٹیڑھے راستے والوں کے پاس ہو تا ہی کچھ نہیں ان سے کیا چھینے **تیسرا اعتراض:** جب شیطان صاف صاف کہہ رہا تھا کہ میں قیامت تک یہ حرکتیں کروں گا تو اسے رب نے اس وقت ہلاک کیوں نہ کر دیا نہ شیطان رہتا نہ دنیا میں کفر و گناہ ہوتے۔ **جواب:** دو وجہ سے ایک یہ کہ شیطان اپنی درازی عمر کا رب سے پہلے ہی وعدہ لے چکا تھا' اور وعدہ خلافی عیب۔ دوسرے یہ کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ شیطان دنیا میں رہے اسی کی وجہ سے ہزارہا عبادتیں ریاضتیں ہوں گی جو اس کی وجہ سے حضرات انبیاء و اولیاء' متبعین کریں گے۔ دنیا کی بقا جوڑ توڑ پر ہے بھوک پیدا کی

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

مصنف: حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آٹھواں فائدہ: ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔ یہ فائدہ **من بين ايديهم** سے حاصل ہوا۔ **نواں فائدہ:** ابلیس دراصل انسانوں کا دشمن ہے اگر بعض جنات ایمان قبول کرلیں تو ان کا دشمن ہو جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے کام کیوں کئے حور و غلمان کا دشمن نہیں وہ تو آدم علیہ السلام کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے یہ فائدہ **لا تينهم** سے حاصل ہوا کیونکہ **هم** کی ضمیر انسانوں یعنی اولاد آدم کی طرف ہے۔ **دسواں فائدہ:** اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے دیکھو اس نے قیامت تک کے انسانوں کے متعلق کہا **لا تجد اكثرهم شاكرين** اور بالکل سچ کہا واقعی تھوڑے انسان شاکر ہیں بہت سے کافر ہیں۔ رب فرماتا ہے **وقليل من عبادى الشكور** جب شیطان کو عطا علم غیب ہوئی تو مقبول بندوں کے لئے علم غیب کی عطا ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ **گیارھواں فائدہ:** تقیہ کرنا بد ترین جرم ہے دیکھو شیطان نے رب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ نہیں کیا بلکہ جو اس نے کرنا تھا وہی صاف صاف کہہ دیا۔ **بارھواں فائدہ:** اللہ کے نیک بندوں کا قرب شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے دیکھو ابلیس ہمارے دائیں بائیں سمت سے ہم سے قریب نہیں ہو تا دور رہ کر ہم کو بہکاتا ہے کیونکہ ادھر فرشتے موجود ہیں یہ فائدہ **عن ايمانهم** اور **عن شمائلهم** میں **عن** فرمانے سے حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے ابھی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا سب کو گمراہ کرنے والا ابلیس ہے اور ابلیس کو گمراہ کرنے والا رب ہے تو سب کی گمراہی کی ذمہ داری رب تعالیٰ پر ہونی چاہئے دیکھو فرمایا گیا **اغويتنى** (ستیارتھ پرکاش)۔ **جواب:** اس بیہودہ اعتراض کا جواب ابھی تفسیر میں بھی گزر گیا اور پارہ الم میں تفصیل سے عرض کر دیا گیا کہ برائی کی رغبت دینا برا ہے یہ کام شیطان کا ہے اور برائی پیدا فرمانا اچھا ہے اس میں لاکھوں حکمتیں ہیں ہر کام رب تعالیٰ کا ہے چھری چاقو بنانا اچھا ہے مگر اس سے کسی کو ظلماً "قتل کرنا برا ہے۔ **اغويتنى** کے معنی ہیں کہ تو نے مجھ میں گمراہی پیدا کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ تو نے مجھے رغبت دے کر گمراہ کیا تو یہ شیطان کی بکواس ہے۔ رب نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا جو ہدایت ہی ہدایت تھا سجدہ نہ کرنا اس کی اپنی حرکت تھی اس نہ کرنے سے وہ گمراہ ہوا۔ **دوسرا اعتراض:** شیطان دوزخ کی طرف بلاتا ہے تو چاہئے کہ ٹیڑھے راستے پر بیٹھے سیدھے راستہ پر کیوں بیٹھتا ہے یہ تو جنتیوں کا راستہ ہے۔ **جواب:** تین وجہوں سے ایک یہ کہ ادھر آنے والوں کو وہ یہاں سے ہٹانے اور ٹیڑھے پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے' دوزخیوں کو صرف ٹیڑھے راہ پر جماتا ہے جمانا آسان ہے ہٹانا مشکل ہے اس لئے وہ مشکل مقام پر بیٹھتا ہے دوسرے یہ کہ اسی راستہ پر اللہ کی قائم کردہ حفاظتی چوکیاں محافظین بندے رہتے ہیں حضرات انبیاء' اولیاء' کیونکہ یہ رب کا قائم کردہ راستہ ہے ٹیڑھے راستوں پر یہ کچھ نہیں اس لئے یہ بھی وہاں ہی رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شیطان گویا ڈاکو ہے ڈاکو وہاں ہی رہتا ہے جہاں سے مال والے لوگ گزرتے ہوں ایمان والے اعمال والے عرفان والے تقویٰ والے لوگ یہاں سے ہی گزرتے ہیں اس لئے وہ یہاں ہی رہتا ہے ٹیڑھے راستے والوں کے پاس ہوتا ہی کچھ نہیں ان سے کیا چھینے **تیسرا اعتراض:** جب شیطان صاف صاف کہہ رہا تھا کہ میں قیامت تک یہ حرکتیں کروں گا تو اسے رب نے اس وقت ہلاک کیوں نہ کر دیا نہ شیطان رہتا نہ دنیا میں کفر و گناہ ہوتے۔ **جواب:** دو وجہ سے ایک یہ کہ شیطان اپنی درازی عمر کا رب سے پہلے ہی وعدہ لے چکا تھا اور وعدہ خلافی عیب۔ دوسرے یہ کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ شیطان دنیا میں رہے اسی کی وجہ سے ہزار ہا عبادتیں ریاضتیں ہوں گی جو اس کی وجہ سے حضرات انبیاء و اولیاء' متبعین کریں گے۔ دنیا کی بقا جوڑ توڑ پر ہے۔ بھوک پیدا کی

آٹھواں فائدہ: ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔ یہ فائدہ **من بین ایدیھم** سے حاصل ہوا۔ نواں فائدہ: ابلیس دراصل انسانوں کا دشمن ہے اگر بعض جنات ایمان قبول کرلیں تو ان کا دشمن ہو جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے کام کیوں کئے حور و غلمان کا دشمن نہیں وہ تو آدم علیہ السلام کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے یہ فائدہ **لا تینھم** سے حاصل ہوا کیونکہ **ھم** کی ضمیر انسانوں یعنی اولاد آدم کی طرف ہے۔ دسواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے دیکھو اس نے قیامت تک کے انسانوں کے متعلق کہا **لا تجد اکثرھم شاکرین** اور بالکل سچ کہا واقعی تھوڑے انسان شاکر ہیں بہت سے کافر ہیں۔ رب فرماتا ہے **وقلیل من عبادی الشکور** جب شیطان کو عطا علم غیب ہوئی تو مقبول بندوں کے لئے علم غیب کی عطا ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ گیارھواں فائدہ: تقیہ کرنا بدترین جرم ہے دیکھو شیطان نے رب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ نہیں کیا بلکہ جو اس نے کرنا تھا وہی صاف صاف کہہ دیا۔ بارھواں فائدہ: اللہ کے نیک بندوں کا قرب شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے دیکھو ابلیس ہمارے دائیں بائیں سمت سے ہم سے قریب نہیں ہوتا دور رہ کر ہم کو بہکاتا ہے کیونکہ ادھر فرشتے موجود ہیں یہ فائدہ **عن ایمانھم** اور **عن شمائلھم** میں **عن** فرمانے سے حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے ابھی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا سب کو گمراہ کرنے والا ابلیس ہے اور ابلیس کو گمراہ کرنے والا رب ہے تو سب کی گمراہی کی ذمہ داری رب تعالیٰ پر ہونی چاہئے دیکھو فرمایا گیا **اغویتنی** (ستیارتھ پرکاش)۔
جواب: اس بیہودہ اعتراض کا جواب ابھی تفسیر میں بھی گزر گیا اور پارہ **الم** میں تفصیل سے عرض کر دیا گیا کہ برائی کی رغبت دینا برا ہے یہ کام شیطان کا ہے اور برائی پیدا فرمانا اچھا ہے اس میں لاکھوں حکمتیں ہیں ہر کام رب تعالیٰ کا ہے چھری چاقو بنانا اچھا ہے مگر اس سے کسی کو ظلماً "قتل کرنا برا ہے۔ **اغویتنی** کے معنی ہیں کہ تو نے مجھ میں گمراہی پیدا کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ تو نے مجھے رغبت دے کر گمراہ کیا تو یہ شیطان کی بکواس ہے۔ رب نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا جو ہدایت ہی ہدایت تھا سجدہ نہ کرنا اس کی اپنی حرکت تھی اس نہ کرنے سے وہ گمراہ ہوا۔ **دوسرا اعتراض**: شیطان دوزخ کی طرف بلاتا ہے تو چاہئے کہ ٹیڑھے راستے پر بیٹھے سیدھے راستہ پر کیوں بیٹھتا ہے یہ تو جنتیوں کا راستہ ہے۔ **جواب**: تین وجہوں سے ایک یہ کہ ادھر آنے والوں کو وہ یہاں سے ہٹانے اور ٹیڑھے پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، دوزخیوں کو صرف ٹیڑھے راہ پر جماتا ہے، جمانا آسان ہے ہٹانا مشکل ہے اس لئے وہ مشکل مقام پر بیٹھتا ہے دوسرے یہ کہ اسی راستہ پر اللہ کی قائم کردہ حفاظتی چوکیاں محافظین بندے رہتے ہیں حضرات انبیاء، اولیاء، کیونکہ یہ رب کا قائم کردہ راستہ ہے ٹیڑھے راستوں پر یہ کچھ نہیں اس لئے یہ بھی وہاں ہی رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شیطان گویا ڈاکو ہے ڈاکو وہاں ہی رہتا ہے جہاں سے مال والے لوگ گزرتے ہوں ایمان والے اعمال والے عرفان والے تقویٰ والے لوگ یہاں سے ہی گزرتے ہیں اس لئے وہ یہاں ہی رہتا ہے ٹیڑھے راستے والوں کے پاس ہوتا ہی کچھ نہیں ان سے کیا چھینے **تیسرا اعتراض**: جب شیطان صاف صاف کہہ رہا تھا کہ میں قیامت تک یہ حرکتیں کروں گا تو اسے رب نے اس وقت ہلاک کیوں نہ کر دیا نہ شیطان رہتا نہ دنیا میں کفر و گناہ ہوتے۔ **جواب**: دو وجہ سے ایک یہ کہ شیطان اپنی درازی عمر کا رب سے پہلے ہی وعدہ لے چکا تھا اور وعدہ خلافی عیب۔ دوسرے یہ کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ شیطان دنیا میں رہے اسی کی وجہ سے ہزار ہا عبادتیں ریاضتیں ہوں گی جو اس کی وجہ سے حضرات انبیاء و اولیاء، متبعین کریں گے۔ دنیا کی بقا جوڑ توڑ پر ہے۔ بھوک پیدا کی

فائدے : ان آیتوں سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** مومن برائیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے اچھائیوں کی رب کی طرف۔ اس کے برعکس کافر خوبیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے برائیوں کی رب کی طرف۔ دیکھو شیطان نے کہا **بما اغویتنی** تو نے مجھے گمراہ کیا یعنی میں تو ہدایت پر تھا گمراہ مجھے تو نے کیا یہ اس کا کفر پر کفر ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا **ربنا ظلمنا انفسنا** وہ خلیفۃ اللہ ہوئے۔ **دوسرا فائدہ:** کبھی سچ بھی کفر ہو جاتا ہے دیکھو شیطان نے جو کہا **بما اغویتنی** بات درست تھی مگر بے ادبی تھی ذلیل کافر ہو گیا ہدایت و گمراہی کا خالق رب تعالیٰ ہی ہے۔ یہ فائدہ بھی **بما اغویتنی** سے حاصل ہوا۔ **تیسرا فائدہ:** معتزلہ فرقہ ابلیس سے زیادہ احمق ہے کہ معتزلی اپنے برے اعمال کا خالق خود اپنے کو مانتا ہے شیطان نے کہا تھا کہ میرے بہکنے کا خالق تو ہے رب تعالیٰ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے غلط کہا اپنی گمراہی کا خالق خود تو ہی ہے۔ **چوتھا فائدہ:** ابلیس ہر اچھے برے عقیدے ہر اچھے برے عمل سے خبردار ہے حتیٰ کہ مستحب اور مکروہ اعمال کو بھی جانتا ہے تب ہی تو وہ برے عقیدوں برے اعمال کی رغبت دیتا ہے اچھے عقیدوں اچھے اعمال سے روکتا ہے یہ فائدہ **صراطک المستقیم** سے حاصل ہوا کہ وہ سیدھے راستہ پر بیٹھا ہے ہر نیک عمل اچھا عقیدہ سیدھا راستہ ہے جس پر شیطان کی طرف سے رکاوٹ موجود ہے۔ **پانچواں فائدہ:** ابلیس ہر شخص کی ہر نیت ہر ارادے سے ہر وقت خبردار ہے تب ہی تو وہ ہر شخص کو ہر نیکی بلکہ ہر نیک ارادے سے روکتا ہے اگر اسے ان چیزوں کی خبر ہی نہ ہو تو وہ روک کیسے سکتا ہے۔ یہ فائدہ بھی **لا قعدن لہم صراطک المستقیم** سے حاصل ہوا۔ **چھٹا فائدہ:** ابلیس ہر وقت ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے بہ یک وقت کروڑوں جگہ تصرف کر سکتا ہے یہ فائدہ **ثم لا تینہم** سے حاصل ہوا کہ اتی صیغہ ہے واحد متکلم کا اور ھم ضمیر ہے جمع غائب کی اور اتین مضارع ہے یعنی میں اکیلا ان سب کے پاس پہنچتا رہوں گا یہ معنی ہیں ہر جگہ حاضر کے اس لئے وہ بیک وقت کروڑوں کو بہکاتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے **انہ یرکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونہم** ابلیس اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتی ہے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ یہ معنی ہیں ناظر کے لہٰذا ابلیس حاضر ناظر ہے۔ پھر خیال رہے کہ جیسے دنیاوی حکومتیں رعایا کو چوروں ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے پولیس فوج رکھتی ہیں پھر پولیس کو ان کے مقابلہ میں نہتا نہیں رکھتیں بلکہ جس درجہ کا ڈاکو اس سے زیادہ طاقتور پولیس کو مقابلہ میں بھیجتی ہیں، حضرات اولیاء اللہ رب کی پولیس ہے ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ شیطان تو ہماری پیدائش موت تک ہم کو دیکھتا ہم سے باخبر رہتا ہے مگر وہ حضرات صدیوں بعد پیدا ہونے والوں کو دیکھتے اور موت تک ان کے اعمال سے نیتوں سے خبردار رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں بایزید بسطامی نے ابوالحسن خرقانی کے حالات ان کی پیدائش سے سو برس پہلے بتا دیئے' رب کی پولیس شیطان سے زیادہ طاقتور ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ ڈاکو بندوقوں کارتوسوں سے لیس ہوں مگر حکومت پولیس کو لاٹھیاں دے کر بھیجے بلکہ ضروری ہے کہ اگر ڈاکوؤں کے پاس رائفلیں ہوں تو پولیس کے پاس گرنیڈ ہو۔ **ساتواں فائدہ:** یہ تمام تصور' ہر جگہ حاضر ناظر ہونا ہر ایک کی ہر وقت خبر رکھنا جب یہ قوتیں اللہ نے ابلیس کو دی ہیں بہکانے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاص خدام جو خلق کے ہادی ہیں ان میں یہ صفات بدرجہ اولیٰ ہونی چاہئیں ہدایت دینے کے لئے تاکہ دوا کی طاقت مرض کی طاقت سے زیادہ ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا **لقد جاءکم رسول** اور فرمایا **ا فبعث فیھم رسولا** اور فرمایا **النبی اولی بالمومنین من انفسہم** ان آیتوں میں بھی جاء واحد ہے اور کم جمع یعنی تم سب کے پاس رسول اللہ تشریف لائے۔

فائدے : ان آیتوں سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** مومن برائیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے اچھائیوں کی رب کی طرف۔ اس کے بر عکس کافر خوبیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے برائیوں کی رب کی طرف۔ دیکھو شیطان نے کہا **بما اغویتنی** تو نے مجھے گمراہ کیا یعنی میں تو ہدایت پر تھا گمراہ مجھے تو نے کیا یہ اس کا کفر پر کفر ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا **ربنا ظلمنا انفسنا** وہ خلیفۃ اللہ ہوئے۔ **دوسرا فائدہ:** کبھی سچ بھی کفر ہو جاتا ہے دیکھو شیطان نے جو کہا **بما اغویتنی** بات درست تھی مگر بے ادبی تھی ذلیل کافر ہو گیا ہدایت و گمراہی کا خالق رب تعالیٰ ہی ہے۔ یہ فائدہ بھی **بما اغویتنی** سے حاصل ہوا۔ **تیسرا فائدہ:** معتزلہ فرقہ ابلیس سے زیادہ احمق ہے کہ معتزلی اپنے برے اعمال کا خالق خود اپنے کو مانتا ہے شیطان نے کہا تھا کہ میرے بہکنے کا خالق تو ہے رب تعالیٰ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے غلط کہا اپنی گمراہی کا خالق خود تو ہی ہے۔ **چوتھا فائدہ:** ابلیس ہر اچھے برے عقیدے ہر اچھے برے عمل سے خبردار ہے حتیٰ کہ مستحب اور مکروہ اعمال کو بھی جانتا ہے تب ہی تو وہ برے عقیدوں برے اعمال کی رغبت دیتا ہے اچھے عقیدوں اچھے اعمال سے روکتا ہے یہ فائدہ صرا طک المستقیم سے حاصل ہوا کہ وہ سیدھے راستہ پر بیٹھا ہے ہر نیک عمل اچھا عقیدہ سیدھا راستہ ہے جس پر شیطان کی طرف سے رکاوٹ موجود ہے۔ **پانچواں فائدہ:** ابلیس ہر شخص کی ہر نیت ہر ارادے سے ہر وقت خبردار ہے تب ہی تو وہ ہر شخص کو ہر نیکی بلکہ ہر نیک ارادے سے روکتا ہے اگر اسے ان چیزوں کی خبر ہی نہ ہو تو وہ روک کیسے سکتا ہے۔ یہ فائدہ بھی **لا قعدن لهم طرا طک المستقيم** سے حاصل ہوا۔ **چھٹا فائدہ:** ابلیس ہر وقت ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے بیک وقت کروڑوں جگہ تصرف کر سکتا ہے یہ فائدہ **ثم لا تينهم** سے حاصل ہوا کہ **اتی** صیغہ ہے واحد متکلم کا اور **هم** ضمیر ہے جمع غائب کی اور **اتين** مضارع ہے یعنی میں اکیلا ان سب کے پاس پہنچتا رہوں گا یہ معنی ہیں ہر جگہ حاضر کے اس لئے وہ بیک وقت کروڑوں کو بہکاتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے **انه يركم هو و قبيله من حيث لا ترونهم** ابلیس اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتی ہے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ یہ معنی ہیں ناظر کے لہٰذا ابلیس حاضر ناظر ہے۔ پھر خیال رہے کہ جیسے دنیاوی حکومتیں رعایا کو چوروں ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے پولیس فوج رکھتی ہیں پھر پولیس کو ان کے مقابلہ میں نہتا نہیں رکھتیں بلکہ جس درجہ کا ڈاکو اس سے زیادہ طاقتور پولیس کو مقابلہ میں بھیجتی ہیں، حضرات اولیاء اللہ رب کی پولیس ہے ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ شیطان تو ہماری پیدائش موت تک ہم کو دیکھتا ہم سے باخبر رہتا ہے مگر وہ حضرات صدیوں بعد پیدا ہونے والوں کو دیکھتے اور موت تک ان کے اعمال سے نیتوں سے خبردار رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں بایزید بسطامی نے ابوالحسن خرقانی کے حالات ان کی پیدائش سے سو برس پہلے بتا دیئے' رب کی پولیس شیطان سے زیادہ طاقتور ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ ڈاکو بندوقوں کارتوسوں سے لیس ہوں مگر حکومت پولیس کو لاٹھیاں دے کر بھیجے بلکہ ضروری ہے کہ اگر ڈاکوؤں کے پاس رائفلیں ہوں تو پولیس کے پاس گرنیڈ ہو۔ **ساتواں فائدہ:** یہ تمام تصور' ہر جگہ حاضر ناظر ہونا ہر ایک کی ہر وقت خبر رکھنا جب یہ قوتیں اللہ نے ابلیس کو دی ہیں بہکانے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاص خدام جو خلق کے ہادی ہیں ان میں یہ صفات بدرجہ اولیٰ ہونی چاہئیں ہدایت دینے کے لئے تاکہ دوا کی طاقت مرض کی طاقت سے زیادہ ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا **لقد جاء كم رسول** اور فرمایا **ا ذبعث فيهم رسولا** اور فرمایا **النبی اولی بالمومنين من انفسهم** ان آیتوں میں بھی **جاء** واحد ہے اور **كم** جمع یعنی تم سب کے پاس رسول اللہ تشریف لائے۔

کی روشنی سے ہٹا کر کفر، طغیان کی ظلمت میں لے جاتے ہیں۔ اس کا انجام یہ ہے کہ یہ کفار اور ان کے سردار و شیاطین سارے جہنمی ہیں کہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ مومن رب کے ہیں اور کفار سب کے لہٰذا مومن ہی نفع میں خدا کے فضل سے ہر مومن آخر کار برے عقیدے گندے رسم، رواج فاسد خیالات سے نکل جاتا ہے۔ اس کا ایمان ہر قسم کی تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ کافر کا ہر قدم برائی کا طرف پڑتا ہے۔ اور روز بدن اسکا تعلق ظلمت سے بڑھتا جاتا ہے کہ ہمیشہ ایک بدی سے دوسری بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔

فائدے: اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** مومن کیسا ہی گنہگار ہو مگر اس کے قلب میں نور ایمانی ہوتا ہے جو اسے بد عقیدگی و بدمذہبی سے دور رکھتا ہے وہ اپنے کو گنہگار و خطاکار مانتا ہے۔ کافر بظاہر کتنے ہی بھلے کام کرے مگر اس کے دل میں نور ایمانی نہیں ہوتا جس کا دل نور ایمانی سے خالی ہے وہ بے ایمان ہے۔ **دوسرا فائدہ** ہر قسم کی ظلمت سے نکلنا محض فضل ربانی ہے۔ ہمارا اپنا کوئی کمال نہیں۔ دیکھو یہاں ظلمت سے نکالنے کو رب کی طرف منسوب قرار دیا گیا۔ ہم تو مٹی کے بنے ہیں جب چھوڑ دیئے جائیں تو نیچے ہی گریں گے۔ اوپر تو کسی اور ہی کی طاقت سے جائیں گے۔ **تیسرا فائدہ:** جو رب سے قرب چاہے وہ رب کے مقبول بندوں کے پاس بیٹھے کہ یہ شخص ان بزرگوں کے قریب ہو گا اور رب تعالیٰ انکے قریب ہے۔ قریب سے قریب خود اس سے قریب ہوتا ہے۔ **اللہ ولی الذین امنوا** سے قرب الٰہی معلوم ہوا ایمان والے زندہ ہوں یا وفات یافتہ سب سے رب قریب ہے۔ اور جو شیطان سے قریب ہونا چاہے وہ کفار کے پاس جائے اس لئے بت خانہ، مندر، گرجے میں نماز مکروہ ہے کہ وہاں شیاطین کا قرب ہے۔ بزرگوں کے آستانہ میں نماز بہتر کہ وہاں رب کا قرب ہے۔ **چوتھا فائدہ:** ابلیس اور اس کی ذریت تمام دنیا کے کفار کے قریب ہے دیکھو یہاں فرمایا گیا۔ **اولیٰهم الطاغوت** اور سب کو دیکھتے ان کے دلوں کا حال جانتے ہیں رب فرماتا ہے **انه یرٰکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم** جب اس ناری کی یہ طاقت ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ تو رب کی نوری مخلوق جو اس مردود سے کہیں زیادہ قوت و طاقت رکھتی ہے اس کا تصرف و علم اس سے کہیں زیادہ ہے۔ دوا کی طاقت بیماری سے زیادہ چاہئے۔ **پانچواں فائدہ:** اگرچہ ہر چیز خیر و شر رب کی طرف سے ہے مگر تقاضا ادب یہ ہے کہ خیر کو رب کی طرف اور شر کو اپنی یا اپنے برے ساتھیوں کی طرف نسبت کرے۔ جیسا اس آیت میں کیا گیا۔ شیطان نے کہا تھا **رب بما اغویتنی** اے رب تو نے مجھے گمراہ کر دیا مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا **ربنا ظلمنا انفسنا** اے مولیٰ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ محبوب ہوئے۔ **چھٹا فائدہ:** اسی طرح ساری مخلوق اللہ کی ہے۔ مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرو۔ رب العالمین، رب العرش، رب محمد، رب کعبہ کہو، رب کفار یا رب شیطان نہ کہو۔ **ساتواں فائدہ:** برے ساتھی اللہ کا عذاب ہیں کہ سب کو بہکاتے ہیں۔ اور اچھے ساتھی اللہ کی رحمت اسی لئے صحابہ کرام پردیس میں پہنچ کر رب سے اچھے ساتھی مانگتے تھے۔

اعتراض: پہلا اعتراض: مومن تو پہلے ہی سے نور میں تھا۔ اور کافر ہمیشہ سے اندھیرے میں پھر مومن کو ظلمت سے اور کافر کو نور سے نکالنے کے کیا معنی۔ نکالا اسے جائے جو پہلے وہاں موجود ہو۔ (آریہ) **جواب:** اس کے نہایت نفیس جواب تفسیر میں گزر گئے کہ یا تو مومن سے مراد نو مسلم اور کافر سے مراد مرتدین ہیں۔ اور یا نکالنے سے مراد روکنا اور باز رکھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدے : ان آیتوں سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ **پہلا فائدہ:** مومن برائیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے اچھائیوں کی رب کی طرف۔ اس کے برعکس کافر خوبیوں کی اپنی طرف نسبت کرتا ہے برائیوں کی رب کی طرف۔ دیکھو شیطان نے کہا **بما اغویتنی** تو نے مجھے گمراہ کیا یعنی میں تو ہدایت پر تھا گمراہ مجھے تو نے کیا یہ اس کا کفر پر کفر ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا **ربنا ظلمنا انفسنا** وہ خلیفۃ اللہ ہوئے۔ **دوسرا فائدہ:** کبھی سچ بھی کفر ہو جاتا ہے دیکھو شیطان نے جو کہا **بما اغویتنی** بات درست تھی مگر بے ادبی تھی ڈبل کافر ہو گیا ہدایت و گمراہی کا خالق رب تعالیٰ ہی ہے۔ یہ فائدہ بھی **بما اغویتنی** سے حاصل ہوا۔ **تیسرا فائدہ:** معتزلہ فرقہ ابلیس سے زیادہ احمق ہے کہ معتزلی اپنے برے اعمال کا خالق خود اپنے کو مانتا ہے شیطان نے کہا تھا کہ میرے بہکنے کا خالق تو ہے رب تعالیٰ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے غلط کہا اپنی گمراہی کا خالق خود تو ہی ہے۔ **چوتھا فائدہ:** ابلیس ہر اچھے برے عقیدے ہر اچھے برے عمل سے خبردار ہے حتیٰ کہ مستحب اور مکروہ اعمال کو بھی جانتا ہے تب ہی تو وہ برے عقیدوں برے اعمال کی رغبت دیتا ہے اچھے عقیدوں اچھے اعمال سے روکتا ہے یہ فائدہ صراطک المستقیم سے حاصل ہوا کہ وہ سیدھے راستہ پر بیٹھا ہے ہر نیک عمل اچھا عقیدہ سیدھا راستہ ہے جس پر شیطان کی طرف سے رکاوٹ موجود ہے۔ **پانچواں فائدہ:** ابلیس ہر شخص کی ہر نیت ہر ارادے سے ہر وقت خبردار ہے تب ہی تو وہ ہر شخص کو ہر نیکی بلکہ ہر نیک ارادے سے روکتا ہے اگر اسے ان چیزوں کی خبر ہی نہ ہو تو وہ روک کیسے سکتا ہے۔ یہ فائدہ بھی **لا قعدن لہم طراطک المستقم** سے حاصل ہوا۔ **چھٹا فائدہ:** ابلیس ہر وقت ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے بہ یک وقت کروڑوں جگہ تصرف کر سکتا ہے یہ فائدہ **ثم لا تینھم** سے حاصل ہوا کہ اتی صیغہ ہے واحد متکلم کا اور ھم ضمیر ہے جمع غائب کی اور اتین مضارع ہے یعنی میں اکیلا ان سب کے پاس پہنچتا رہوں گا یہ معنی ہیں ہر جگہ حاضر کے اس لئے وہ بیک وقت کروڑوں کو بہکاتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے **انہ یرٰکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم** ابلیس اور اس کی ذریت تم سب کو دیکھتی ہے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ یہ معنی ہیں ناظر کے لہٰذا ابلیس حاضر ناظر ہے۔ **پھر خیال** رہے کہ جیسے دنیاوی حکومتیں رعایا کو چوروں ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے پولیس فوج رکھتی ہیں پھر پولیس کو ان کے مقابلہ میں نہتا نہیں رکھتیں بلکہ جس درجہ کا ڈاکو اس سے زیادہ طاقتور پولیس کو مقابلہ میں بھیجتی ہیں، حضرات اولیاء اللہ رب کی پولیس ہے ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ شیطان تو ہماری پیدائش موت تک ہم کو دیکھتا ہم سے باخبر رہتا ہے مگر وہ حضرات صدیوں بعد پیدا ہونے والوں کو دیکھتے اور موت تک ان کے اعمال سے نیتوں سے خبردار رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں بایزید بسطامی نے ابوالحسن خرقانی کے حالات ان کی پیدائش سے سو برس پہلے بتا دیئے' رب کی پولیس شیطان سے زیادہ طاقتور ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ ڈاکو بندوقوں کارتوسوں سے لیس ہوں مگر حکومت پولیس کو لاٹھیاں دے کر بھیجے بلکہ ضروری ہے کہ اگر ڈاکوؤں کے پاس رائفلیں ہوں تو پولیس کے پاس گرنیڈ ہو۔ **ساتواں فائدہ:** یہ تمام تصور' ہر جگہ حاضر ناظر ہونا ہر ایک کی ہر وقت خبر رکھنا جب یہ قوتیں اللہ نے ابلیس کو دی ہیں بہکانے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاص خدام جو خلق کے ہادی ہیں ان میں یہ صفات بدرجہ اولیٰ ہونی چاہئیں ہدایت دینے کے لئے تاکہ دوا کی طاقت مرض کی طاقت سے زیادہ ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا **لقد جاء کم رسول** اور فرمایا **ابعث فیھم رسولا** اور فرمایا **النبی اولی بالمومنین من انفسھم** ان آیتوں میں بھی جلہ واحد ہے اور کم جمع یعنی تم سب کے پاس رسول اللہ تشریف لائے۔

کے مظالم سہتے تھے۔ دیکھو حضرت بلال، حضرت صہیب، سلمان فارسی، ابوذر غفاری وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات۔ اب ہندوستان میں مسلمانوں کے پاس کون سی تلوار ہے۔ اب بھی جب مردم شماری ہوتی ہے تو مسلمان کا تناسب آبادی بڑھتا ہی ہے۔ قبیلے کے قبیلے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بے شک اسلام تلوار سے پھیلا مگر لوہے کی تلوار سے نہیں بلکہ حقانیت و صداقت کی تلوار سے۔

مسئلہ: اگر کوئی ہندو یا پارسی یہودی ہو جائے یا عیسائی و یہودی مجوسی یا بت پرست بن جائے تو ہمارے نزدیک اسے اپنے مذہب کی طرف لوٹ جانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اسے دینی آزادی ہوگی۔ (احکام القرآن)

مسئلہ: اگر کوئی کافر جبراً مسلمان کیا گیا ہو تو اب اسلام پر قائم رکھا جائے گا۔ اپنے مذہب کی طرف پھر جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ مگر مرتد ہو جانے پر وہ قتل نہ کیا جائے گا۔ (احکام القرآن)

مسئلہ: حضرت ضحاک سعدی سلمان ابن موسیٰ وغیرہم نے اس آیت کو **جاھد الکفار والمنفقین** سے منسوخ مانا۔ (احکام القرآن و روح البیان) ان کے نزدیک **اکراہ** کے معنی ہی کچھ اور ہیں۔ اور یہ آیت مرتدین و کفار عرب سب کو عام ہے۔ مگر جمہور علماء نے اسے محکمات سے مانا۔ ان کے نزدیک **اکراہ** سے مراد ہے دین پر مجبور کرنا۔ اور اس سے مرتدین و مشرکین عرب مستثنیٰ ہیں (احکام القرآن) بعض نے فرمایا کہ **لا اکراہ فی الدین** کے معنی یہ ہیں کہ رب کی طرف سے کسی پر دین میں جبر نہیں بلکہ اختیار تام دیا گیا ہے **فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر** (روح المعانی) بعض کے نزدیک یہ آیت ذمی اہل کتاب کے حق میں ہے۔ تیسرا فائدہ ایمانیات کے اقرار سے پہلے کفریات سے بیزاری ضروری ہے۔ دیکھو یہاں ایمان باللہ سے پہلے کفر بالطاغوت کا ذکر ہوا۔ اسی لئے کلمہ طیبہ میں لاالہ پہلے ہے اور الا اللہ بعد میں کفریات سے بیزاری کامل یہ ہے کہ کفار سے نفرت ہو ان کے کفر سے نفرت ہو۔ ان کی شکل و صورت سے نفرت ان کے اخلاق و لباس وغیرہ تمام چیزوں سے نفرت ہو۔ اگر کفار کے کفر سے تو نفرت ہو۔ مگر ان کی وضع قطع سے محبت ہو۔ تو یہ بیزاری کامل نہیں **چوتھا فائدہ:** کفر کے لغوی معنی ہیں۔ انکار کرنا یا چھپانا۔ شرعی معنی ہیں اسلامی عقائد کا انکار کرنا مطلق کفر سے شرعی معنی ہی مراد ہوتے ہیں۔ لغوی معنی کے لئے کچھ قید لگانی ہوتی ہے۔ جیسے یہاں کفر کے ساتھ طاغوت ارشاد ہوا۔ مولانا خسرو فرماتے ہیں۔ کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔ یعنی میں عشق کا چھپانے والا ہوں۔ مجھے اظہار کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا جو کہے کہ میں کافر ہوں اور اس سے لغوی معنی مراد لے تب بھی شرعاً کافر ہوگا۔ اور اس پر تجدید ایمان لازم ہوگی۔ ایمان باللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ذات و صفات اس کے احکام اس کے انبیاء و مرسل تمام پر ایمان لائے۔ صرف اللہ کی توحید تو شیطان بھی مانتا ہے اور بہت سے کفار بھی موحد ہیں۔ اس لئے دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔ **امنوا باللہ ورسولہ** اور ارشاد ہوا۔ **کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ** ○

اعتراض: پہلا اعتراض: جب دین میں جبر نہیں تو مسلمانوں نے جہاد کیوں کئے۔ (آریہ) **جواب:** دنیا میں امن قائم کرنے کفر کا زور مٹانے اور اسلامی آزادی کے لئے تاکہ نیک لوگوں کو اللہ اللہ کرنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ جہاد سے مقصود یہ نہیں ہو تاکہ جبراً کافروں کو مسلمان کیا جائے۔ **دوسرا اعتراض:** جب جبراً مسلمان کرنا جائز نہیں تو جبریہ ایمان کا اعتبار کیوں کیا گیا۔ اور ایسے مسلمان کو مسلمان رہنے پر مجبور کیوں کیا گیا۔ چاہئے تھا کہ ایسے ایمان پر اسلام کے احکام جاری نہ ہوں۔ **جواب:**

نے اس تخم محبت کو نفسانی شہوات میں چھپا دیا اور انکار کی گرم ہواؤں سے اس کو جلا دیا۔ وحی اور الہام کے خوشگوار پانی اور ہوائیں اس تک نہ پہنچنے دیں اور اس میں معرفت قربت کے پھل نہ لگنے دیے یہاں تک کہ اس کو فاسد کر دیا وہ ہمیشہ نار فراق میں رہیں گے اور کبھی اس سے نجات نہ پائیں گے۔

حضرت آدم کے قصے کے فائدے: اس پورے واقعہ سے چند عجیب فائدے حاصل ہوئے۔ **ایک** یہ کہ سب کا بہکانے والا شیطان اور شیطان کو بہکانے والا نفس۔ لہٰذا نفس شیطان سے زیادہ خطرناک ہے مولانا فرماتے ہیں ۔

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست　　لیک او را عون مارا عون نیست

دوسرے یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا گناہ (شیطان کی نافرمانی) حسد سے ہوا، معلوم ہوا کہ حسد تمام گناہوں کی جڑ ہے حسد کی وجہ سے نفس عقل کو ڈھک لیتا ہے۔ دیکھو حسد حرص ہوس طمع سب نقطوں سے خالی ہیں۔ ایسے ہی حاسد وغیرہ بھی دنیا کی ہر نعمت سے محروم۔ **تیسرے** یہ کہ جہاں تک شیطان براہ راست نہ پہنچ سکے وہاں عورت کے ذریعے سے پہنچتا ہے جیسے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بذریعہ حضرت حوا اس نے حملہ کیا۔ **چوتھے** یہ کہ نبوت اعمال سے نہیں حاصل ہوتی بلکہ محض رب کے فضل سے، ورنہ شیطان یا کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی۔ **پانچویں** یہ کہ پیغمبر کی توہین کرنے والے کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی رب نہیں چاہتا کہ میری جنت میں کوئی میرے دوست کا دشمن آ جائے۔ **چھٹے** یہ کہ نبی کی توہین کے ساتھ خدا کی توحید جو شیطان کی توحید ہے جو مردود بنا دیتی ہے۔ **ساتویں** یہ کہ انسان نے دنیا میں آ کر سب سے پہلی عبادت گریہ وزاری کی اور استغفار کی۔

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ
اے اولاد یعقوب کی یاد کرو احسان میرا وہ جو احسان کیا میں نے اوپر تمہارے
اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا
وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ۝
اور پورا کرو عہد میرا پورا کروں گا میں عہد تمہارا اور مجھ سے ہی پس ڈرو تم لوگ
اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو

تعلق اس آیت کا پچھلی آیتوں سے چند طرح تعلق ہے۔ **ایک** یہ کہ پہلے عام انسانوں کو رب کی عام نعمتیں یاد دلا کر ایمان کی رغبت دی گئی۔ اب خاص بنی اسرائیل کو ان سے خاص احسان الٰہی یاد دلا کر ایمان کی طرف راغب کیا گیا کیونکہ سورہ بقر مدنی ہے اور مدینہ منورہ میں بنی اسرائیل بکثرت آباد تھے یہ لوگ اہل علم بھی تھے اور اہل کتاب بھی۔ ان کی وہاں عزت بھی تھی ان کے ایمان لانے سے دوسرے بہت سے لوگ ایمان لے آتے اور یہی لوگ نبی آخر الزمان کی خوش خبریاں بھی دیا کرتے تھے۔ **دوسرے** یہ کہ اس سے پہلے عام لوگوں کو وہ عہد و پیمان یاد دلائے گئے تھے جو انہوں نے میثاق کے دن رب سے کیے تھے اب بنی اسرائیل کو وہ خاص عہد و پیمان یاد دلائے جا رہے ہیں جو کہ ان سے خاص طور سے لیے تھے۔ **تیسرے** یہ کہ بنی اسرائیل کا قصہ حضرت آدم کے قصے کے مطابق تھا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ایک خطا کی وجہ

گئے۔ البتہ شیطان اپنی آواز حضور کی آواز سے مشابہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ سورہ والنجم شیطان نے حضور کی طرح پڑھ دی۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی **الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ۔** (عام تفاسیر)۔

(۴) جن انبیائے کرام کے ولادت وغیرہ میں کچھ عجیب امور تھے' ان کے قصے قرآن نے بیان فرمادیئے۔ جیسے حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔ نیز ان واقعات کو مخالفین نے تو بری طرح اور معتقدین نے بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کیا اور جس سے غلط نتیجے لئے گئے۔ جیسے یہود نے معاذ اللہ حضرت بتول مریم کو تہمت زنا لگائی' اور نصرانیوں نے ان کو خدا کی بیوی قرار دیا' تو ضروری تھا کہ ان کے اصل واقعات بغیر افراط و تفریط بیان کئے جاویں' تا کہ غلط فہمی دور ہو غلط فہمی دور کرنا اور لوگوں کو سیدھے راہ پر لگانا اسلام کا کام ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش پاک اور رضاعت بلکہ خود حضرت آمنہ خاتون کے نکاح میں بہت عجائب و غرائب ہیں۔ اگر حضرت مسیح نے بچپن میں کلام فرمایا' تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پیدا ہوئے ہی سجدہ کر کے فرمایا **رب ھب لی امتی** درازہ کے وقت حضرت مریم کی امداد حضرت جبریل نے کی تو اس وقت آمنہ خاتون کی خدمت کے لئے خود حضرت مریم اور حضرت آسیہ اور حوران بہشتی حاضر ہوئیں کعبہ نے خانہ آمنہ کو سجدہ کیا حضور کی برکت سے حضرت حلیمہ کی خچر نے حلیمہ کو جواب دیا۔ کہ مجھ پر ختم المرسلین ہیں۔ یہ ان کی طاقت ہے کہ میری رفتار تیز ہے (مدارج' مواہب)

مگر ان واقعات کو قرآن نے بیان نہ فرمایا اس لئے کہ علم الٰہی میں آچکا تھا کہ قرآن کی طرح محبوب کے واقعات تمام بلاکم و کاست دنیا میں محفوظ رہیں گے ان میں تحریفات یہودانہ نہ ہو گی۔ نیز ان واقعات سے کوئی قوم ایسے غلط نتائج نہ نکالے گی جیسے گذشتہ انبیاء کے واقعات سے عیسائیوں نے الوہیت مسیح کا نتیجہ نکالا۔ اور یہود نے انکار نبوت کا۔ نیز قرآن نے پچھلے انبیاء اور ان کی امتوں کے احوال بیان فرمائے قرآن کے بعد کوئی

دیکھئے ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیاء فرماتے ہیں کہ اگر ایک پل جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہٰی۔

اور ہونا روحِ انبیاء علیہم السلام کا علیین میں ساتویں آسمان پر ہم نے بیان کیا یہ تفسیر عزیزی کے بیان علیین میں دیکھو لیکن باوجود ہونے علیین کے آپ کی روح کو قبر شریف سے بھی اتصال قوی ہے ہر زائر کو جانتے ہیں کہ کون زیارت پر آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتے ہیں قبر میں جسم مبارک زندہ ہے زرقانی نے لکھا ہے:

كما ان نبينا بالرفيق الاعلىٰ وبدنه في قبره يرد السلام على من يسلم عليه۔

(جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے اور آپ کا بدن مبارک قبر میں ہے پھر بھی سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتے ہیں)

اب فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جائیں معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحابِ محفلِ میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

ارواحِ انبیاء و اولیاء چلتی پھرتی ہیں، تصرف کرتی ہیں

اب تحقیق لکھی جاتی ہے سیرِ ارواح کے واضح ہو کہ ارواحِ انبیاء کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے ثابت ہے۔ معراج کی حدیثوں میں ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

یہ زمین ملک الموت کے لیے طشت کی طرح بنادی گئی اور ان کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ کوئی ایسا متنفس نہیں ہے جس کے پاس روزانہ دو مرتبہ نہ آتے ہوں۔ ارے یہ تو اللہ کے فرشتے اور مقبول و محبوب مخلوق ہیں' اس رجیم مخلوق شیطان کو بھی اللہ نے اتنی طاقت دے رکھی ہے کہ وہ سیر کرنے پر آئے تو تھوڑی ہی دیر میں پوری دنیا کا چکر لگا لے۔

عجیب بات ہے کہ قوت شیطان کو تو لوگ مان لیتے ہیں مگر قوت محبوب رحمان کو نہیں مانتے۔

ارشاد سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تفسیر خازن میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ابھی میری امت آب و گل کی منزلیں طے کر رہی تھی کہ مجھ کو بتادیا گیا جیسے حضرت آدم علیہ السلام پر سب کچھ ظاہر کردیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا کہ کون مجھے مانے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا منکر ہو گا"۔

جب منافقین نے یہ سنا تو کہنے لگے کہ خوب! ہم انہیں کے ساتھ ہیں اور وہ ہمارے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کرتے ہیں تو ہمیں کہاں پہچان پائے؟ جب حضور نے یہ سنا تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے' حمد خدا کے بعد فرمایا: ارے قوموں کا یہ کیا حال ہو گیا ہے کہ میرے علم میں طعنہ کر رہے ہیں' اے لوگو! آج سے قیامت تک جو پوچھنا چاہو پوچھ لو۔

ایک صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے باپ کا نام پوچھا۔ حضور نے فرمایا: حذافہ۔

منافق سے برداشت نہ ہوا اسے ہلکا سمجھ کر سوال کیا اے اللہ کے رسول! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟

حضور نے فرمایا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے' تم اپنے نفاق کو ہم سے چھپا رہے ہو ہماری رعایت کا مذاق اڑا رہے ہو۔ آخر ایک ایسا وقت بھی آیا جب حضور نے ایک ایک منافق کو اپنی مجلس سے نکال دیا۔

علامہ بدر الدین عینی کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری اور فتح الباری شرح بخاری میں بھی یہ واقعہ ہے۔

رسول پاک درود بھی سنتے ہیں

دلائل الخیرات شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔

(ترجمہ) اے رسول! جو آپ سے غائب آپ پر درود بھیجتے ہیں یا جو آپ کے بعد آنے والے ہیں آپ پر درود بھیجیں گے کیا اس درود کو آپ ملاحظہ فرماتے ہیں۔

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اہل محبت کے درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں اور جو محنت سے نہیں پڑھتے یوں ہی پڑھ دیتے ہیں ان کا بھی درود ضائع نہیں ہوتا"۔

درود بھیجنے کے پانچ طریقے

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پیش کرنے کے پانچ طریقے ہیں۔

ایک فرشتہ حضور کے مزار مبارک کے پاس مامور ہے۔ خدا نے اسے سماعت کی طاقت دی ہے' کوئی کہیں سے بھی درود عرض کرتا ہے' وہ اسے سرکار کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے مع اس کے اور اس کے والد صاحب کے نام کے۔

کچھ گشتی فرشتے ہیں جو درود پڑھنے والوں کا درود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں کہ فلاں بن فلاں

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (القرآن)

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو

تحفظ عقائد اہل سنت

مع

ایمانی آیات

بجواب

شیطانی خرافات

مرتب
مولانا علامہ محمد ظہیر الدین قادری مدظلہ العالی

ناشر فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

تذکرۂ غوثیہ

ملفوظات

حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت مولانا گل حسن شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
خزینہ علم وادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

اور جرم ان پر ثابت ہو گیا اس لیئے اس زمانہ کے قانون شریعت کے موافق سال بھر ان کو حضرت یوسف کی خدمت میں رہنا پڑا۔ اسی طرح شیطان کو بھی سجدہ کے نہ کرنے سے اپنا قیدی کر لیا اور طوق لعنت اس کے گلے میں ڈال دیا تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں جیسے کہ خوبصورت بچہ کی پیشانی پر نظر بد کے لیئے اس کی ماں سیاہی کا ٹیکا لگا دیتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں یہ قصہ لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضؓ ایک دن ایسے کہ نماز صبح کا وقت تنگ ہو گیا شیطان نے آکر بیدار و ہوشیار کیا امیر معاویہ رضؓ نے پوچھا کہ تیرا کام تو گمراہ کرنا ہے نہ ہدایت مجھ کو کیوں بیدار کیا اس نے جواب دیا کہ ایسا نہ ہو آپ کی نماز قضا ہو جاوے آپ نے فرمایا کہ میں ہرگز تیرا کہنا نہ مانوں گا۔ پیچ یتا شیطان نے کہا کہ پہلے تمہاری ایک نماز قضا ہو گئی تھی اس کی فوت سے تم کو ایسا سوز و گدانہ پیدا ہوا کہ اللہ نے اس کے عوض میں ستر مقبول نمازوں کا ثواب عطا کیا مجھ کو یہ امر گوارا نہ ہوا اس لیئے میں تم کو جگاتا ہوں تعجب ہے کہ مردود کو تو سب کا حال معلوم و منکشف ہو جاوے اور مقبول کو اپنی بھی خبر نہ ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ شعر جو کسی نے کہا ہے ؎

در مذہب عاشقاں یک رنگ
ابلیس و محمدؐ ست ہم سنگ

بدرجۂ غایت گستاخانہ کلام ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی بیباکی مناسب نہیں اگرچہ اس کلام کی تاویل ہو سکتی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی دو شانیں ہیں جلال اور جمال ایک شان کا مظہر تو پیشوائے ضلالت یعنی ابلیس لعین ہے اور دوسری شان کے مظہر سرتاج ہدایت یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مقام توحید و یک رنگی میں یہ دونوں شانیں یعنی ابلیس لعین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سنگ و ہم وزن ہیں اور وہ ذاتِ واحد ہر ایک شان میں یکساں نمودار رہے لیکن ایسا کہنا راہ ادب سے بعید ہے۔ ؎

باخدا دیوانہ باشد و با مصطفےٰ ہوشیار باش

کیونکہ ذات احد و صمد بے نیاز و مستغنیٰ الآن کما کان ہے وہاں نہ کفر و اسلام نہ ہدایت و ضلالت نہ طاعت و عصیان نہ اعتبار و امتیاز ہے لیکن ظہور صفات میں فرق مراتب اور
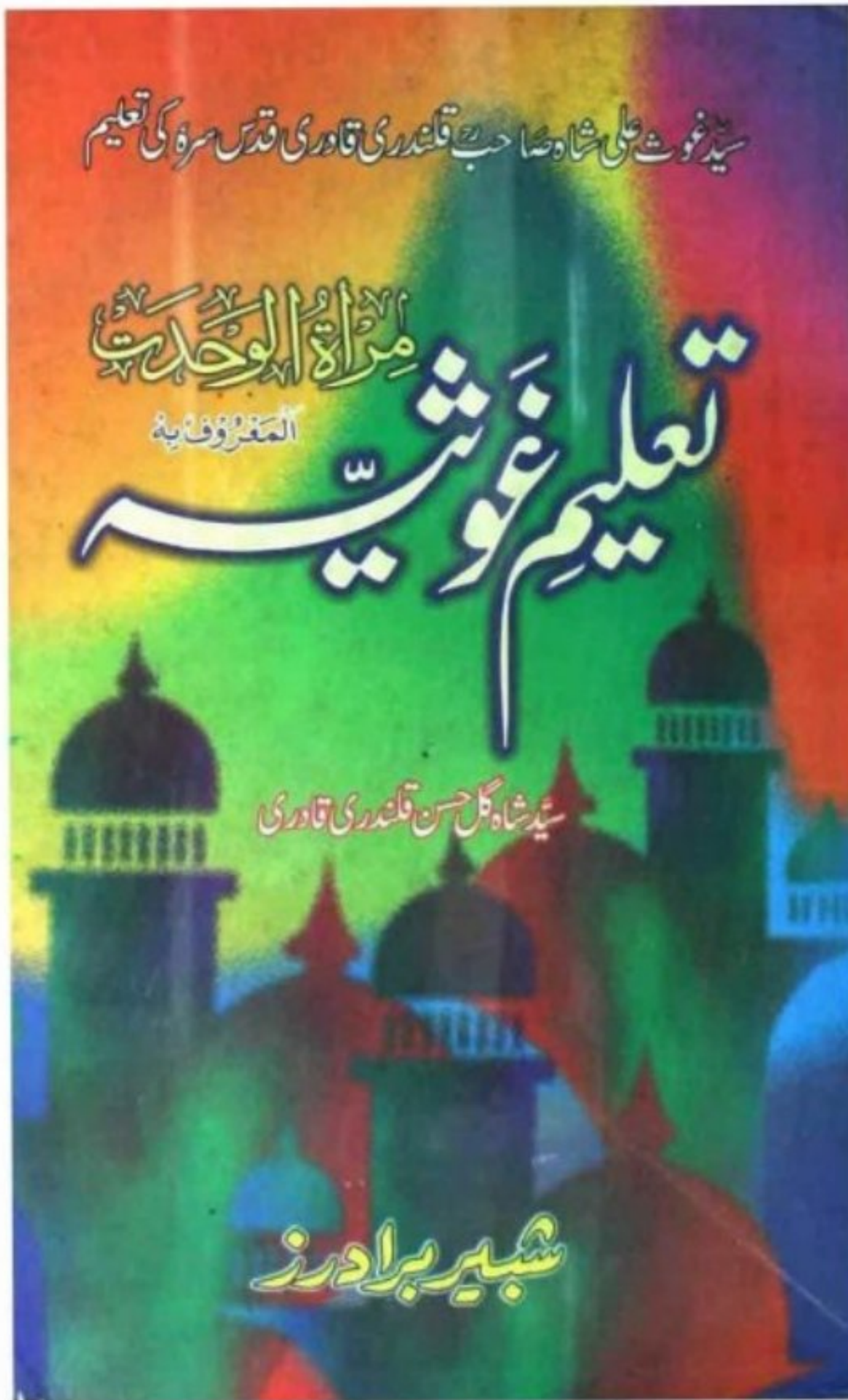
تصانیف:

آپ کی تصانیف میں دو کتب خواص وعوام میں مقبول ومعروف ہیں:

۱- تذکرۂ غوثیہ

۲- تعلیم غوثیہ

(۱) تذکرۂ غوثیہ:

سید گل حسین شاہ صاحب اپنے مرشد گرامی سید غوث علی شاہ کی مجالس میں سب سے زیادہ رہے —— تمام مریدوں میں آپ سب سے بڑھ کر مقرب ومحترم تھے۔ صحبتِ مرشد میں مستقل طور پر رہنے سے کئی مخصوص مریدوں سے رابطہ ہوا۔ سب عقیدت مندوں نے پیر ومرشد کا تذکرہ مرتب کرنے کے لیے آپ کو ترغیب وتحریک دی۔ پیر ومرشد کے ملفوظات اور ان کی زبانی سیرت وسوانح اور کرامات کو بڑے دلپذیر انداز میں قلم بند کیا۔

البتہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سرحدی علاقے سے تعلق ہونے کے باعث آپ کو اُردو زبان پر زیادہ قدرت حاصل نہ تھی۔ اس تذکرے کو صاف اور شستہ زبان میں منتقل کرنے کے لیے مولوی اسماعیل میرٹھی صاحب نے تعاون فرمایا —— "تذکرۂ غوثیہ" کی حکایات اور واقعات میں ادبی دلچسپی پیدا کرنے میں مولانا میرٹھی کا بڑا کردار ہے۔ انیسوی صدی کی محررہ یہ کتاب اپنے طرزِ بیان اور اندازِ تحریر سے ہر دور میں مقبول رہی ہے۔

(۲) تعلیم غوثیہ:

یہ کتاب سید غوث علی شاہ صاحب کے ان ارشادات وتعلیمات پر مشتمل ہے جو کہ علم تصوف کے مباحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کتاب بھی اپنی انفرادیت کے اعتبار سے خاصی مقبول ہے اور موضوع کے اعتبار سے ایک گراں قدر تحریر ہے۔

اس کتاب کے محرکین میں دو احباب کا خصوصاً ذکر فرمایا ہے:

بول کہ جس سے تو جانوروں سے بدتر ہو جائے۔ تلاوت قرآن، نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حمد الٰہی جائز باتیں ہیں۔ یہ تیری زبان کا زیور ہے۔ زبان اگر سیدھی چلے تو زبان ہے۔ اگر ٹیڑھی چلے تو زبون یعنی بری ہے اور اگر زیادہ چلے تو زبان یعنی سراسر نقصان ہے۔

آدمی راز بان فصیح کند
جو زبے مغز زاسبکساری

اس آیت میں جس بیان کا احسان جتایا گیا ہے۔ وہ وہ ہی بیان ہے جو انسان کو جنان تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کاموں کے لیے دو۲ دو۲ عضو دیئے' چلنے کو دو۲ پاؤں، چھونے کو دو۲ ہاتھ، دیکھنے کو دو۲ آنکھیں' سننے کو دو۲ کان، مگر بولنے کو ایک زبان، وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں، بند اور بتیس دانتوں کے سپاہیوں میں گھری ہوئی یعنی زبان کو پابند رکھو کہ زبان سے ہی آدمی مسلمان بنتا ہے اور اسی سے کافر ہو جاتا ہے۔ زبان ہی عزت دلواتی ہے۔ زبان ہی جوتے کھلوا دیتی ہے۔ دوسری تفسیر کی بنا پر آیت کا منشا یہ ہوگا کہ ہم قدرت والے ہیں جس نے مادی عالم سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور سارے نوریوں کا انہیں خلیفہ بنایا۔ پیدا فرماتے ہی انہیں تمام ناموں کا علم دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس جو لاکھوں برس سے تھے انہیں اس نئی مخلوق کا استاد بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر ایسا فضل کیا کہ انہیں خود اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور بذات خود بغیر کسی وسیلہ کے علم سکھایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب آدم علیہ السلام کو اتنا کامل علم دیا گیا تو حضور سید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو باعث تخلیق آدم و آدمیان عالم و عالمان ہیں۔ ان کے علم کا کیا شمار ہیں۔ انہیں فقط ناموں کا علم دیا۔ اور یہاں نام اور نام والے سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دکھا دیئے۔

تیسری تفسیر سے آیت کا منشا یہ ہوگا کہ اس رب تعالیٰ نے انسانیت کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا اور انہیں مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ کا کامل علم بخشا۔

ہیں) یعنی مددگاران ملک الموت علیہ السلام۔ دیکھو حضرت ملک الموت اور اُن کے رفقا فرشتے بیک وقت ہزارہا مقامات پر ہزاروں مرنے والوں کی جان نکال لیتے ہیں۔ یعنی تمام جہان ان کے سامنے ہے اور ہر جگہ ان کا ہاتھ پہنچتا ہے۔ نیز فرماتا ہے: اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔ وہ ابلیس اور اس کا سارا قبیلہ و ذریت تم سب لوگوں کو وہاں سے دیکھتے ہیں۔ جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

معلوم ہوا کہ ان بے ایمانوں کو بہکانے کے لئے اتنی قوت رب کی طرف سے دی گئی ہے کہ وہ بیک وقت تمام انسانوں کو دیکھتے ہیں ان کے خطروں اور دلی ارادوں سے خبردار ہیں۔ اس ہی لئے جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ یا خیال بھی کرتا ہے۔ تو یہ اس کو بہکاتے ہیں۔ چاند سورج سارے تارے ہر جگہ حاضر ہیں کہ ہر جگہ سے بیک وقت دیکھے جاتے ہیں اور ہر جگہ اپنی روشنی پھینکتے ہیں۔ کھیتیاں تیار کرتے ناپاک زمین کو خشک کر کے پاک کرتے ہیں اگر حاضر و ناظر ہونا مدار الوہیت ہو تو حضرت ملک الموت اور ان کے سارے ساتھی فرشتے اِلٰہ ہوں گے۔ شیطان اور اس کی ساری ذریت اِلٰہ ہو گی۔ چاند سورج اور سارے تاروں کو اِلٰہ ماننا پڑے گا۔ ہندو تو دس بیس ہی اِلٰہ مانتے ہیں۔ مگر ان توحیدیوں کے اِلٰہ ہندوں کی تعداد سے زیادہ ہو جائیں گے۔

مشکل کشا حاجت روا فریاد رس ہونا

یہ چیزیں بھی مدار الوہیت نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں بلکہ ان کے تبرکات کو یہ صفات بخشی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جناب مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دردِ زہ شروع ہوا۔ آپ جنگل میں اکیلی تھیں جہاں آپ کے پاس نہ مائی تھی نہ دائی۔ اس سے پہلے کبھی یہ تکلیف نہ دیکھی نہ آزمائی تو گھبرا کر

Marfat.com

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوتوں کی آواز وہ صاحب قبر سنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تُو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اُس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تُو دُلہن کی نیند سو جا،

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالےٰ امداد کا ارشاد فرما دے تو فوراً انکار کر دو۔

"وہابی" کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

"محمد عمر" ضرور۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اعراف ۲/۸ { اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کیواسطے مددگار)، کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا انصاف اجازت دیتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سُنیئے:۔

۷۔ بقرہ ۱/۱۲ { فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (تو سیکھتے تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور

القرآن الکریم
ترجمہ
کنز الایمان
مع
تفسیر
نور العرفان
اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ رحمۃ اللہ
نعیمی کتب خانہ رجسٹرڈ لاہور گجرات

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب کو بھیجا ا تو اس نے فرمایا اے میری

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی اُمید رکھو ۲ اور

لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ

زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۳ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا ۴

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ

تو انھیں زلزلے نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے

جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ ۫ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَیَّنَ

رہ گئے ۵ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمھیں ان کی

لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۶ اور شیطان نے اُن کے کوتک ان کی

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ كَانُوْا

نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ اور اُنھیں راہ سے روکا اور اُنھیں

مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿۳۸﴾ ۙ وَقَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫

سوجھتا تھا ۸ اور قارون ۹ اور فرعون اور ہامان کو ۱۰

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو اُنھوں نے

فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ ۚ

زمین میں تکبر کیا ۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے ۱۲

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا ۱۳ تو ان میں ہم نے

اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

کسی پر پتھراؤ بھیجا اور اُن میں کسی کو

❶ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آ کر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم، اس نسب، اس ملک سے تھے یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ❷ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لیے امید کا، کافر کے لیے خوف کا دن ہے، مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ❸ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آجاتے ہیں ❹ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے، اور ان کی نافرمانی کیے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جس کی آواز سے زمین میں زلزلہ آگیا اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے لہٰذا اس آیت میں اور اَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ (حجر: ۸۳) میں تعارض نہیں ❺ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری، جس سے زلزلہ آگیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ❻ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ❼ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں، لوگوں کو مشرک بناتا ہے ❽ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا، ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ❾ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون و ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لیے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ❿ یہاں قارون کا ذکر اس لیے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو، ایمان لاؤ ⓫ فرعون و ہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⓬ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ⓭ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لیے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے ان کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرم کی وجہ سے عذاب آجاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں مگر آخرت میں لیکن ہم جیسے مجرم تو بخشے جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۴۹﴾
اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لیے صریح ڈر سُنانے والا ہوں ۱ے

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے بخشش ہے

وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَ الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا
اور عزت کی روزی ۲ے اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا
ہار جیت کے ارادہ سے وہ جہنمی ہیں ۳ے اور ہم نے تم سے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى
پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ۴ے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا
نے پڑھا تو شیطان نے اُن کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ۵ے تو مٹا دیتا

يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ
ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے ۶ے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
علم و حکمت والا ہے تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ
۷ے اُن کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ۙ
سخت ہیں اور بے شک ستم گار ادھر کے جھگڑالو ہیں ۸ے

وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
اور اس لیے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے پاس سے

رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ
حق ہے تو اُس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لیے اُن کے دل ۹ے

❶ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سارے انسانوں کے رسول ہیں۔ کسی خاص قوم سے آپ کی نبوت خاص نہیں، دوسرے یہ کہ حضور کا ڈرانا عام ہے اور بشارت خاص۔ کسی کو عذاب نار سے کسی کو عذاب فراق یار سے ڈراتے ہیں ❷ دنیا میں نیک اعمال کی توفیق، لوگوں کی نگاہ میں عزت و آبرو، آخرت میں جنت کی نعمتیں، رب کا دیدار، حضور کی شفاعت ❸ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو ضدی عالم جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے اور آیات قرآنیہ کو اس پر سند لائے وہ دوزخی ہے اسی طرح مناظرہ محض اپنی جیت کے لیے کرنا جس میں احقاق حق اور دین کی خدمت مقصود نہ ہو کافروں کا کام ہے اظہار حق کے لیے مناظرہ سنت پیغمبر ہے رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۵) اور فرماتا ہے حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الخ (بقرہ:۲۵۸) ❹ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول تین سو تیرہ ❺ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا ❻ شان نزول: جب سورہ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر تاکہ لوگ غور کر سکیں۔ جب وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (نجم:۲۰) فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں، ان کی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ تب یہ آیت اتری یہی روایت درست ہے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس وقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے۔ بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ (انفال:۴۸) اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے ❼ چنانچہ مشرکین و کفار اس واقعہ سے اور شبہ میں پڑ گئے کہ جب حضور نے بتوں کی تردید کی تو بولے کہ حضور اپنی بات سے پھر گئے۔ معاذ اللہ مگر مومنوں کو کوئی تردد نہ ہوا کیونکہ مسلمانوں کو شیطان کی اس آواز سے کوئی دھوکا نہ ہوا تھا۔ خیال رہے کہ شیطان کی آواز واقع میں حضور کی آواز سے مشابہ نہ ہوئی تھی کیونکہ حضور کی ہر چیز بے مثل ہے بلکہ باوجود فرق کے کفار دھوکا کھا گئے اپنی غلطی سے۔ اسی لیے قرآن نے فرمایا اَلْقَى الشَّيْطٰنُ (حج:۵۲) لہٰذا اس آیت سے حضور کی بے مثالی پر اعتراض نہیں پڑ سکتا ❽ یعنی وہ ایسے پکے دشمن ہیں کہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے لہٰذا انہیں راضی کرنے کی کوشش نہ کرو ❾ یعنی شیطان کی یہ حرکت مسلمانوں کے ایمان کی قوت کا ذریعہ بن جاتی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ شیطان نے پچھلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی برتاوا کیا تھا اور رب نے اس کے داؤ کو بیکار کر دیا تھا۔ یہ حقانیت قرآن کی دلیل ہے

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ فَقَالَ یٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب کو بھیجا ۱ تو اس نے فرمایا اے میری

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی اُمید رکھو ۲ اور

لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ

زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۳ تو انھوں نے اُسے جھٹلایا ۴

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ

تو انھیں زلزلے نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے

جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَیَّنَ

رہ گئے ۵ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمھیں ان کی

لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ

بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۶ اور شیطان نے اُن کے کوتک ان کی

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ كَانُوْا

نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ اور اُنھیں راہ سے روکا اور انھیں

مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿۳۸﴾ ۙ وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫

سوجھتا تھا ۸ اور قارون ۹ اور فرعون اور ہامان کو ۱۰

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو اُنھوں نے

فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ ۚۖ

زمین میں تکبر کیا ۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے ۱۲

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا ۱۳ تو ان میں ہم نے

اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

کسی پر پتھراؤ بھیجا اور اُن میں کسی کو

۱ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آکر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم، اس نسب، اس ملک سے تھے یہ مطلب نہیں کہ قوم کو نبیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ۲ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لیے امید کا، کافر کے لیے خوف کا دن ہے، مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ۳ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آجاتے ہیں ۴ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے، اور ان کی نافرمانی کیے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء:۱۵) خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جس کی آواز سے زمین میں زلزلہ آگیا اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے لہٰذا اس آیت میں اور اَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ (حجر: ۸۳) میں تعارض نہیں ۵ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری، جس سے زلزلہ آگیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ۶ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ۷ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں، لوگوں کو مشرک بناتا ہے ۸ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا، ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ۹ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون و ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لیے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۱۰ یہاں قارون کا ذکر اس لیے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو، ایمان لاؤ ۱۱ فرعون و ہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لیے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے وزراء کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرم کی وجہ سے عذاب آجاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم تو بخشے جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو ۲ اور

لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ

زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۳ تو انہوں نے اسے جھٹلایا ۴

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

تو انہیں زلزلے نے آ لیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے

جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ

رہ گئے ۵ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی

لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۶ اور شیطان نے ان کے کوتک ان کی

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا

نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ اور انہیں راہ سے روکا اور انہیں

مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫

سوجھتا تھا ۸ اور قارون ۹ اور فرعون اور ہامان کو ۱۰

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے

فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

زمین میں تکبر کیا ۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے ۱۲

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا ۱۳ تو ان میں ہم نے

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ

کسی پر پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو

❶ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آ کر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم، اس نسب، اس ملک سے تھے یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے ❷ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لیے امید کا، کافر کے لیے خوف کا دن ہے، مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ❸ یعنی کفر کر کے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آ جاتے ہیں ❹ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے، اور ان کی نافرمانی کیے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵) خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جس کی آواز سے زمین میں زلزلہ آ گیا اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے لہٰذا اس آیت میں اور اَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ (حجر: ۸۳) میں تعارض نہیں ❺ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری، جس سے زلزلہ آ گیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ❻ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ❼ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں، لوگوں کو مشرک بناتا ہے ❽ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا، ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ❾ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون و ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لیے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ❿ یہاں قارون کا ذکر اس لیے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو، ایمان لاؤ ⓫ فرعون و ہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ⓬ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ⓭ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لیے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار والوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرم کی وجہ سے عذاب آ جاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم تو بخشے جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور پکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو ۱

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا

اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے ۲ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو

يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰ ع وَاِذْ قُلْنَا

انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یاد کرو جب ہم نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۳ تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ ج قَالَ اَرَءَيْتَكَ

بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ۴ بولا دیکھ تو

هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ

جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ۵ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت

الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ

دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا ۶ مگر تھوڑا ۷ فرمایا

اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

دور ہو ۸ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک سب کا بدلہ جہنم ہے

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

بھرپور سزا ۹ اور ڈگا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَ

اپنی آواز سے ۱۰ اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور

شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ

ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں ۱۱ اور انہیں وعدہ دے اور شیطان

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے ۱۲ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ

ع ۶ / ۸

۱ اس میں معراج آسمانی کا ثبوت ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے معراج میں آیات الٰہیہ بیداری میں لامکان پر جا کر دیکھیں، جس کا مشرکین نے انکار کیا اور فتنہ اٹھایا۔ اگر صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا نہ فتنہ، یہاں دکھاوے سے مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور نے مکہ والوں کو دی تو کفار نے مذاق اڑایا اور بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر سن کر صدیق بن گئے غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی صدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا ۲ یعنی تھور کا درخت جو جہنم کی تہہ میں اگے گا، اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں ہوں گی اور وہی دوزخیوں کی خوراک ہوگی، جب حضور نے یہ خبر کفار کو دی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ دوزخ کی آگ بھی عجیب ہے کہ انسانوں پتھروں کو جلا دے گی اور ہرے درخت کو نہ جلا سکے گی غرضیکہ اس کا ذکر کفار کے لیے فتنہ بنا، ان اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ جو رب سمندل کیڑے کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے جس کے حکم سے شتر مرغ انگارے کھالیتا ہے، ترک میں سمندل کی کھال کی تولیہ بنائی جاتی تھیں جو آگ میں نہیں جلتی تھیں، اگر اس کے حکم سے تھور کا درخت آگ میں نہ جلے تو کیا مشکل ہے ۳ تعظیمی سجدہ، ان کے سامنے زمین پر پیشانی رکھ کر، یہ حکم شرعی نہ تھا کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کی شریعت نہیں آئی تھی نیز شریعت کے احکام زمین پر انسانوں کے لیے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لیے نیز یہ سجدہ صرف ایک بار ہوا۔ اگر حکم شرعی ہوتا تو برابر ہوتا رہتا ۴ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کے حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑانا کفر اور شیطانی عمل ہے دوسرے یہ کہ نبی کے اندرونی نور کا احترام نہ کرنا صرف ظاہر کو دیکھ کر انہیں خاکی یا بشر کہے جانا شیطان کا کام ہے، تیسرے یہ کہ رب کے حکم پر عمل نہ کرنا فسق ہے اور اسے حق نہ جاننا کفر ہے ۵ کہ مجھے ساجد بنانا چاہا اور آدم علیہ السلام کو مسجود حالانکہ میں لاکھوں برس کا عابد عالم صوفی فاضل دیوبند ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی کوئی عبادت نہ کی ۶ ابلیس نے اولاد کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ جانتا تھا کہ آدم علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کو میں گمراہ نہیں کر سکتا اور ان کی اولاد میں بھی جو نبی یا خاص ولی ہوں گے ان پر میرا قابو نہ ہوگا، اسی لیے بولا اِلَّا قَلِيْلًا خیال رہے کہ شیطان ہمارے دادا کا بدلہ ہم سے لیتا ہے، ہم سب کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے ۷ معلوم ہوا کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی جھوٹ نہ بولا جو اسے کرنا تھا صاف کہہ دیا۔ تو جو رب سے جھوٹ بولے وہ شیطان سے بدتر ہے ۸ رحمت سے یا جنت سے یا ہماری بارگاہ سے تجھے قیامت کے پہلے نفخہ تک مہلت دی گئی معلوم ہوا کہ کبھی کافر کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے بلکہ اس خبیث کی دعا سے عمر بھی بڑھ گئی تو بزرگوں کی دعا سے بھی تقدیریں بدل جاتی ہیں، عمریں بڑھ جاتی ہیں اگر پہلے ہی سے اس ابلیس کی عمر دراز ہوتی تو وہ دعا درازی عمر کے لیے نہ مانگتا، دوسرے مقام پر ہے فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (حجر:۳۷) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درازی عمر اس کی دعا سے ہوئی ۹ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابلیس کو بھی دوزخ میں ہی سزا دی جائے گی اور اسے آگ میں ایسی ہی تکلیف ہوگی جیسے ہم کو مٹی پتھر سے تکلیف ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ انہیں انسان و جنات کو دوزخ دیا جائے گا جو شیطان کی پیروی کریں لہٰذا کفار کے بچے جہنمی نہیں ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں یعنی اس کا لشکر، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو آواز مرضی رب کے خلاف نکلے وہ شیطانی آواز ہے خواہ گانے بجانے کی آواز ہو یا جھوٹے وعظ یا غلط تفسیروں کی ۱۱ جس کھانے یا صحبت پر بسم اللہ نہ پڑھی جاوے اس میں شیطان کا حصہ ہے، ایسے ہی بچے کا نام عبدالشمس وغیرہ نہ رکھو ۱۲ مشرکین کو کفر و شرک پر نجات کی امید دلانا بخیل مسلمانوں کو بخل پر مالداری کی امید دلانا اور برے خرچوں پر ناموری کی ڈھارس بندھانا سب شیطانی وعدے ہیں

اَلحمدُ لِلّٰہِ المُنعام کہ رسالہ نافعہ ہر خاص و عام

مسمّٰی بہ

اَسرارُ الاحکام

بہ

انوارُ القرآن

جس میں عقائد اسلامیہ، مسائل شریعت، احکام طریقت کی عقلی حکمتیں نہایت خوبی سے بیان کی گئی ہیں

مُصنّفہ

مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں صاحب اشرفی بدایونی مدظلہم

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

قیمت ۱۵/ روپے

س۔ بندہ مطلق مختار ہے یا مطلق مجبور اگر مختار ہے تو رب کا ارادہ بیکار۔ اگر مجبور ہے تو معذور ہے۔

ج۔ نہ مطلقاً مختار ہے نہ مطلقاً مجبور کسب میں مختار اور خلق میں مجبور ہے۔ کسب کہتے ہیں۔ اسباب جمع کرنے کو خلق کہتے ہیں۔ نیستی کو ہستی بخشنا۔ بکری کے حلق پر چھری چلا دینا۔ یہ موت کا کسب ہے۔ اور موت دینا یہ خلق۔ پہلے میں بندہ مختار ہے دوسری چیز میں مجبور ہے

س۔ رب نے شیطان کو پیدا ہی کیوں فرمایا جو گناہوں کی جڑ ہے۔

ج۔ شیطان دنیا کا معمار ہے اگر یہ نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ پھر پولیس۔ فوج۔ کچہری۔ حتیٰ کہ بادشاہ وغیرہ سب بے کار تھے۔ جب کوئی مجرم اور فسادی نہ ہوتا تو ان محکموں کی ضرورت کیا تھی۔ بلکہ پھر انبیاء کرام کی تشریف آوری اور تبلیغ کی بھی کیا ضرورت تھی۔ دوزخ اور ملائکہ عذاب بھی بے کار تھے۔ خدا کی صفات بمعنی غفاری۔ ستاری۔ جباری۔ قہاری کا ظہور بھی نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ پھر آدم علیہ السلام نہ گندم کھاتے نہ زمین پر تشریف لاتے نہ دنیا بستی۔

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم سرد پاک ناپاک اچھی بری چیزوں سے دنیا کا نظام قائم ہے۔ اگر ان میں سے ایک نہ ہو تو دنیا ختم ہے۔ گند۔ کھاد پاک پانی سے دانہ بنتا ہے۔ گرم ٹھنڈی طاقت سے بجلی بنتی بھوک اور سیری سے دنیا قائم ہے۔

س۔ پھر تو شیطان بڑی اچھی جز ہے اسے لعنت کیوں کرتے ہیں ؟

ج۔ نہیں شیطان تو برا ہے۔

س۔ جب شیطان مردود نہ ہوا تھا تو زمین پر لبنے والے کیوں کیا۔ انہیں کس نے بہکایا۔ اور خود شیطان کو کیسے

الحمد للہ المنعام کہ رسالہ نافعہ ہر خاص وعام

مسمّٰی بہ

اسرار الاحکام

بہ

انوار القرآن

جس میں عقائد اسلامیہ، مسائل شریعت، احکام طریقت کی عقلی حکمتیں
نہایت خوبی سے بیان کی گئی ہیں

مصنفہ

مولانا الحاج المفتی احمد یار خاں صاحب اشرفی بدایونی مدظلہم

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

قیمت/۱۵ روپے

س ۔ بندہ مطلق مختار ہے یا مطلق مجبور اگر مختار ہے تو رب کا ارادہ بیکار ۔ اگر مجبور ہے تو معذور ہے ۔

ج ۔ نہ مطلقاً مختار ہے نہ مطلقاً مجبور کسب میں مختار اور خلق میں مجبور ہے ۔ کسب کہتے ہیں ۔ اسباب جمع کرنے کو خلق کہتے ہیں نیستی کو ہستی بخشنا ۔ بکری کے حلق پر چھری چلا دینا ۔ یہ موت کا کسب ہے ۔ اور موت دینا یہ خلق ۔ پہلے میں بندہ مختار ہے دوسری چیز میں مجبور ہے

س ۔ رب نے شیطان کو پیدا ہی کیوں فرمایا جو گناہوں کی جڑ ہے ۔

ج ۔ شیطان دنیا کا معمار ہے اگر یہ نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ نہ ہوتا ۔ کیونکہ پھر پولیس ۔ فوج ۔ کچہری ۔ حتیٰ کہ بادشاہ وغیرہ سب بے کار تھے ۔ جب کوئی مجرم اور فسادی نہ ہوتا تو ان محکموں کی ضرورت کیا تھی ۔ بلکہ پھر انبیاء کرام کی تشریف آوری اور تبلیغ کی بھی کیا ضرورت تھی ۔ دوزخ اور ملائکہ عذاب بھی بے کار تھے ۔ خدا کی صفات بمعنی غفاری ۔ ستاری ۔ جباری ۔ قہاری کا ظہور بھی نہ ہوتا ۔ کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ پھر آدم علیہ السلام نہ گندم کھاتے نہ زمین پر تشریف لاتے نہ دنیا بستی ۔

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم سرد پاک ناپاک اچھی بری چیزوں سے دنیا کا نظام قائم ہے ۔ اگر ان میں سے ایک نہ ہو تو دنیا ختم ہے ۔ گندہ کھاد پاک پانی سے دانہ بنتا ہے ۔ گرم ٹھنڈی طاقت سے بجلی بنتی ہے بھوک اور سیری سے دنیا قائم ہے ۔

س ۔ پھر تو شیطان بڑی اچھی چیز ہے اسے لعنت کیوں کرتے ہیں ؟

ج ۔ نہیں شیطان تو برا ہے ۔

س ۔ جب شیطان مردود نہ ہوا تھا تو زمین پر بسنے والے
کیوں کیا ۔ انہیں کس نے بہکایا ۔ اور خود شیطان کو کس
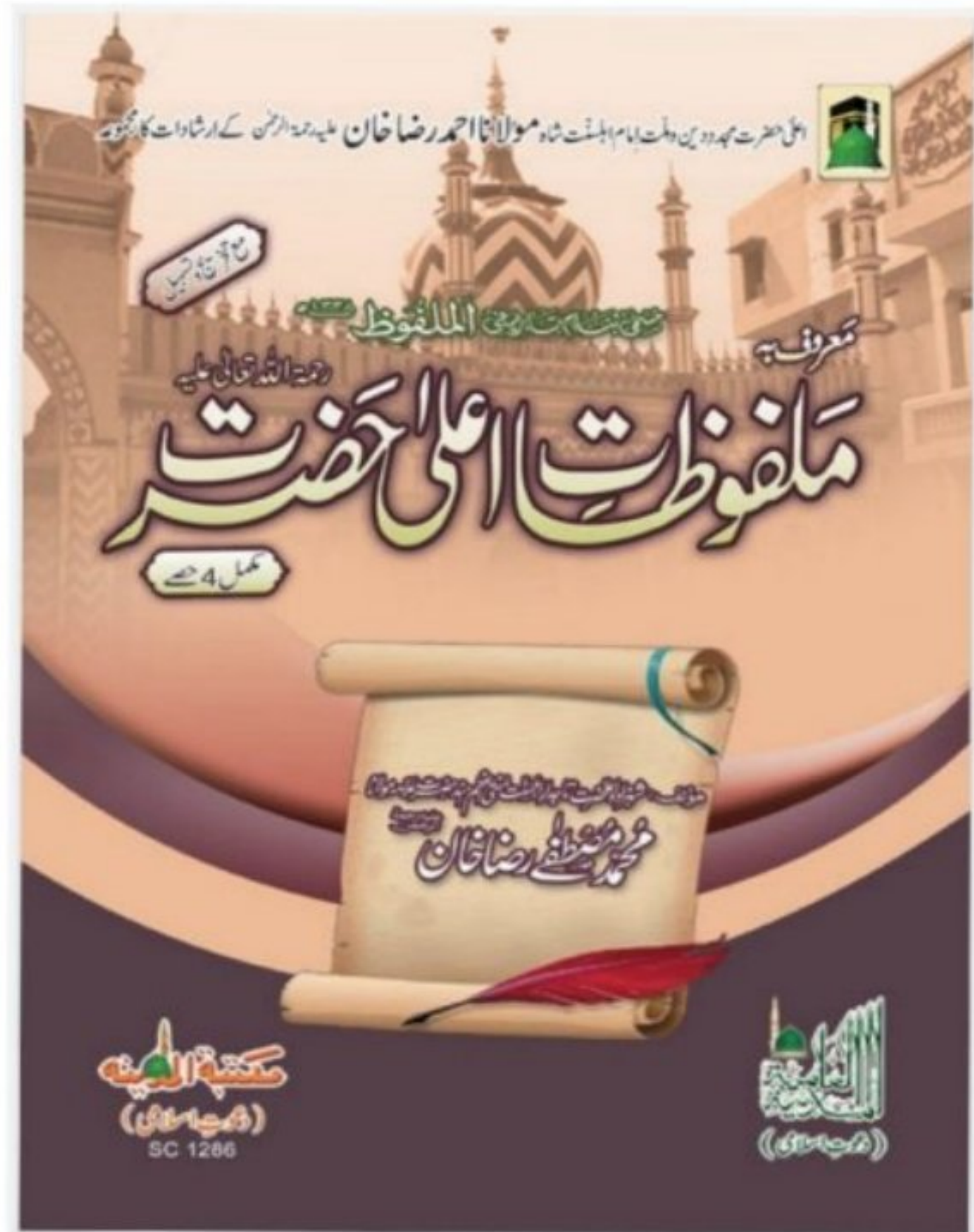
بُراق کے متعلق ایک بے اصل روایت

عرض : شبِ معراج جب براق حاضر کیا گیا (تو) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) آبدیدہ (یعنی چشمانِ کرم سے آنسو جاری) ہوئے، حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبب پوچھا۔ فرمایا: آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری اُمت بَرَہْنَہ پا (یعنی ننگے پاؤں) پل صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے محبت وشفقتِ اُمت کے موافق نہیں۔ ارشادِ باری (عَزَّوَجَلَّ) ہوا: ''یوں ہی ایک ایک براق بروزِ حشر تمہارے ہر اُمتی کی قبر پر بھیجیں گے۔'' یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

ارشاد : بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل وبیہودہ ہیں۔ کیا کہا جائے!

کھاتے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھنا

عرض : کھانے کے وقت شروع میں بِسْمِ اللہ پڑھ لینا کافی ہے؟

ارشاد : ہاں کافی ہے۔ بغیر بِسْمِ اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔ ربُّ العزت (عَزَّوَجَلَّ) نے اس سے فرمایا تھا:

وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۶۴) مال واولاد میں ان کا شریک ہو۔

جو بغیر بِسْمِ اللہ کھائے پیے اُس کے کھانے میں شیطان شریک ہوتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اداب الطعام......الخ، الحدیث ۲۰۱۷، ص ۱۱۱۶) اور بغیر بِسْمِ اللہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا (یعنی حصہ) ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو ''مُغَرِّبِیْن'' فرمایا جو انسان وشیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث ۴۴۸۹۲، ج ۱۶، ص ۱۵۱) اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً ''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ'' پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کردیتا ہے (سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام، الحدیث ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ج ۳، ص ۴۸۷) اور بِفَضْلِہٖ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بِسْمِ اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بِسْمِ اللہ شریف۔ ہاں! حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا (کہ) طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ (طحطاوی علی الدر المختار، مقدمۃ، ج ۱، ص ۵) وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر (یعنی نقصان) ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا، اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔ بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے، اس سے غافل کسی وقت نہ ہو!

ان عبارتوں نے فیصلہ فرمادیا کہ وہ لوح وقلم جن کے علوم کو قرآن نے فرمایا کہ۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ | کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

اس کے علوم علم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے تو معلوم ہوا کہ ماکان وما یکون کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے دفتر کا ایک نقطہ ہے۔

امام بوصیری صاحب قصیدہ بردہ اپنے دوسرے قصیدہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں۔

وَسِعَ الْعَالَمِیْنَ عِلْمًا وَّحِلْمًا ٭ فَھُوَ بَحْرٌ لَّمْ تُعْیِھَا الْاَعْیَاءُ

حضور علیہ السلام نے اپنے علم واخلاق سے جہانوں کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں کہ اس کو گھیرنے والے نہ گھیر سکے۔ شیخ سلیمان جمل اس شعر کی شرح میں فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں۔

اَیْ وَسِعَ عِلْمُهٗ عُلُوْمَ الْعٰلَمِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰٓئِكَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَطْلَعَهٗ عَلَی الْعَالَمِ كُلِّهٖ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ وَحَسْبُكَ عِلْمُهٗ عِلْمُ الْقُرْاٰنِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔

یعنی آپ کا علم تمام جہانوں یعنی جن وانسان اور فرشتوں کے علم کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر خبردار فرمایا پس اگلے پچھلوں کا علم سکھایا اور ماکان وما یکون بتایا اور حضور علیہ السلام کے علم کے لیئے علم قرآن کافی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

امام ابن حجر مکی اس شعر کی شرح میں افضل القریٰ میں فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَطْلَعَهٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام جہان پر خبردار فرمایا پس آپ نے اولین وآخرین کو اور جو کچھ ہوچکا اور جو کچھ ہوگا اس کو جان لیا۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ سارے جہان والوں کا علم حضور علیہ السلام کو دیا گیا۔ جہان والوں میں حضرت آدم وملائکہ اور ملک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔ اور ملک الموت وشیطان کے لیئے علم غیب تو دیوبندی بھی مانتے ہیں۔

امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ ٭ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

۴۸۶
۹۳

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ
حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں
ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کردیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ

سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام

محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر: مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

اسے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا۔ فرمایا۔ وہ تارا ہم ہی تھے۔ حساب لگالو کتنے کروڑ برس دربار خاص میں حاضری رہی۔

(۴) اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہیں۔ اوّلاً تو یہ کہ شاگرد نااہل تھا۔ استاذ سے پورا فیض لے نہ سکا۔ دوم یہ کہ استاذ کامل نہ تھا کہ مکمل سکھا نہ سکا۔ سوم یہ کہ استاذ یا تو بخیل تھا کہ پورا پورا علم اس شاگرد کو نہ دیا یا اس سے زیادہ کوئی اور پیارا شاگرد تھا کہ اس کو سکھانا چاہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی۔ ان چار وجہوں کے سوا اور کوئی وجہ ہو سکتی ہی نہیں۔ یہاں سکھانے والا پروردگار سیکھنے والے محبوب علیہ السلام۔ کیا سکھایا قرآن اور اپنے خاص علوم بتاؤ کیا رب تعالیٰ کامل استاذ نہیں۔ یا رسول علیہ السلام لائق شاگرد نہیں؟ حضور علیہ السلام سے زیادہ کوئی اور پیارا ہے؟ یا کہ قرآن مکمل نہیں؟ جب ان میں سے کوئی بات نہیں۔ رب تعالیٰ کامل عطا فرمانے والا محبوب علیہ السلام کامل لینے والے۔ قرآن کریم کامل کتاب اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o وہ ہی سب سے زیادہ مقبول بارگاہ۔ پھر علم کیوں ناقص ہو۔

(۵) رب تعالیٰ نے ہر بات لوح محفوظ میں کیوں لکھی۔ لکھنا تو اپنی یادداشت کے لئے ہوتا ہے کہ بھول نہ جائیں۔ یا دوسروں کے بتانے کے لئے رب تعالیٰ تو بھول سے پاک لہٰذا اس نے دوسروں ہی کے لئے لکھا اور حضور علیہ السلام تو دوسروں سے زیادہ محبوب لہٰذا وہ تحریر حضور کے لئے ہے

(۶) غیبوں کی غیب رب تعالیٰ کی ذات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا فرمائی تو فرما دیا گیا۔ لَنْ تَرَانِیْ تم ہم کو دیکھ نہ سکو گے۔ جب محبوب علیہ السلام نے رب ہی کو معراج میں اپنی ان ظاہری مبارک آنکھوں سے دیکھ لیا۔ تو عالم کیا چیز ہے جو آپ سے چھپ سکے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا　　جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دیدار الٰہی کی بحث ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر فصل اول کے آخر میں ہے۔

كَمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فِي الدُّنْيَا لِاِنْقِلَابِهٖ نُوْرًا

حضور علیہ السلام نے دنیا میں رب کو دیکھا۔ کیونکہ خود نور ہو گئے تھے۔

(۷) شیطان دنیا کا گمراہ کرنے والا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے ہادی۔ گویا شیطان وبائی بیماری ہے۔ اور نبی علیہ السلام طبیب مطلق۔ رب تعالیٰ نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اتنا وسیع

علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں۔ پھر اُسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہو سکتا ہے۔ کون نہیں۔ اور جو گمراہ ہو سکتا ہے۔ وہ کس حیلہ سے۔ ایسے ہی وہ ہر دین کے ہر مسئلہ سے خبردار ہے اس لئے ہر نیکی سے روکتا ہے۔ ہر برائی کراتا ہے۔ اس نے رب تعالیٰ سے عرض کیا تھا۔ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ جب گمراہ کرنے والے کو اتنا علم دیا گیا۔ تو ضروری ہے کہ دنیا کے طبیب مطلق صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دینے کے لیے اس سے کہیں زیادہ علم والے ہوں کہ آپ ہر شخص کو اس کی بیماری کو اس کی استعداد کو اس کے علاج کو جانیں۔ ورنہ ہدایت مکمل نہ ہوگی۔ اور رب تعالیٰ پر اعتراض پڑے گا کہ اس نے گمراہ کرنے والے کو قوی کیا اور ہادی کو کمزور رکھا۔ لہٰذا گمراہی تو کامل رہی اور ہدایت ناقص

(۸) رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کے خطاب سے پکارا۔ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اور نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا۔ اگر اس خبر سے صرف دین کی خبر مراد ہو تو ہر مولوی نبی ہے اور اگر دنیا کے واقعات مراد ہوں تو ہر اخبار۔ ریڈیو، خط، تار بھیجنے والا نبی ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ نبی میں غیبی خبریں معتبر ہیں یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبر دینے والا جہاں تار، اخبار کام نہ آسکیں۔ وہاں نبی کا علم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے

یہاں تک تو حضور علیہ السلام کے علم غیب کی بحث تھی۔ اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضور علیہ السلام کے صدقے سے اولیائے کرام کو بھی علم غیب دیا جاتا ہے۔ مگر ان کا علم نبی علیہ السلام کے واسطے سے ہوتا ہے اور ان کے علم کے سمندر کا قطرہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کتاب عقائد تالیف شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں۔

اَلْعَبْدُ يَنْتَقِلُ فِي الْاَحْوَالِ حَتّٰى يُصِيْرَ اِلٰى نَعْتِ الرُّوْحَانِيَّةِ فَيَعْلَمُ الْغَيْبَ۔	بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پالیتا ہے۔ پس غیب جانتا ہے۔

اسی مرقاۃ میں کتاب عقائد سے نقل فرمایا۔

يَطَّلِعُ الْعَبْدُ عَلٰى حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ وَيَتَجَلّٰى لَهُ الْغَيْبُ وَغَيْبُ الْغَيْبِ۔	کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہو جاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔

مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲ بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ وَفَضْلِهَا میں فرماتے ہیں۔

اَلنُّفُوْسُ الزَّكِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ خَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ	پاک وصاف نفس جبکہ بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کرکے بزم بالا سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی پردہ

رضاخانیوں کا عقیدہ شیطان عمل میں نبی ﷺ سے بڑھا ہوا ہے

Shaitan aur farishte amal me nabi ﷺ se badh jate hain.

مفت خور مفتی احمد یار نعیمی بریلوی بدعتی کا عقیدہ ہے کہ شیطان اور فرشتوں کے اعمال نبی ﷺ کے اعمال سے زیادہ ہیں، لکھتا ہے کہ، نبوت اعمال سے نہیں حاصل ہوتی (اگر نبوت اعمال سے حاصل ہوتی) تو کسی شیطان یا فرشتے کو ملنی چاہئے تھی،

طارق انصاری

تعالیٰ اپنا دست قدرت بھر کر جہنیوں کو جنت میں پہنچائے گا اس دست قدرت میں اسی قسم کے لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا۔ **تیسرا اعتراض:** مشرکین کے بچے کس زمرے میں ہیں کیونکہ ان پر اس آیت کا کوئی جز صادق نہیں آتا۔ **جواب:** بہت ممکن ہے کہ وہ جنت میں مومنوں کے خادم بنا کر رکھے جائیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ان کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے۔ کیونکہ اس میں روایتیں مختلف ہیں۔ **چوتھا اعتراض:** ابو طالب اس آیت کے دونوں مضمونوں سے خارج معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نہ تو ہدایت اختیار کی اور نہ انکار کیا۔ ان کے اشعار سے حضور کی تعریف ثابت ہے۔ **جواب:** ان کا ایمان شرعاً ثابت نہیں ہوا صرف نعت گوئی یا حضور ﷺ کی اس لئے خدمت کرنا کہ وہ میرے بھائی کے فرزند ہیں۔ اس سے شرعاً ایمان ثابت نہیں ہوسکتا۔ ایمان نام تصدیق کا ہے۔ یعنی سچا ماننا نہ کہ محض جاننا۔ ہاں بہت ممکن ہے کہ یہ اللہ کے نزدیک مومن ہوں۔ انشاء اللہ اس کی تحقیق بھی کسی مقام پر کر دی جائے گی۔

تفسیر صوفیانہ

ہر انسان فطرت (پیدائشی ایمان) پر پیدا ہوتا ہے۔ جو اس کے قلب میں تخم کی طرح ہے۔ جنہوں نے اس تخم محبت کو نفسانی شہوات میں میں چھپا دیا اور انکار کی گرم ہواؤں سے اس کو جلا دیا۔ وحی اور الہام کے خوشگوار پانی اور ہوائیں اس تک نہ پہنچنے دیں اور اس میں معرفت قربت کے پھل نہ لگنے دیئے یہاں تک کہ اس کو فاسد کر دیا۔ وہ ہمیشہ نار فراق میں رہیں گے اور کبھی اس سے نجات نہ پائیں گے۔

حضرت آدم کے قصے کے فائدے

اس پورے واقعہ سے چند عجیب عجیب فائدے حاصل ہوئے **ایک** یہ کہ سب کا بہکانے والا شیطان اور شیطان کو بہکانے والا نفس لہٰذا نفس شیطان سے زیادہ خطرناک ہے۔ مولانا فرماتے ہیں

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ۔۔۔ لیک اورا عون مارا عون نیست

دوسرے: یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا گناہ (شیطان کی نافرمانی) حسد سے ہوا۔ معلوم ہوا کہ حسد تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ حسد کی وجہ سے نفس عقل کو ڈھک لیتا ہے۔ دیکھو حسد، حرص ہوس، طمع، سب نقطوں سے خالی ہیں۔ ایسے ہی حاسد وغیرہ بھی دنیا کی ہر نعمت سے محروم۔ **تیسرے:** یہ کہ جہاں تک شیطان براہ راست نہ پہنچ سکے وہاں عورت کے ذریعے سے پہنچتا ہے۔ جیسے کہ آدم علیہ السلام پر بذریعہ حضرت حوا اس نے حملہ کیا۔ **چوتھے:** یہ کہ نبوت اعمال سے نہیں حاصل ہوتی۔ بلکہ محض رب کے فضل سے ورنہ شیطان یا کسی فرشتے کو ملنی چاہئے تھی۔ **پانچویں:** یہ کہ پیغمبر کی توہین کرنے والے کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ رب نہیں چاہتا کہ میری جنت میں کوئی میرے دوست کا دشمن آ جائے۔ **چھٹے:** یہ کہ نبی کی توہین کے ساتھ خدا کی توحید شیطانی توحید ہے جو کہ مردود بنا دیتی ہے۔ **ساتویں:** یہ کہ انسان نے دنیا میں آ کر سب سے پہلی عبادت گریہ وزاری کی اور استغفار کی۔

Scanned with CamScanner
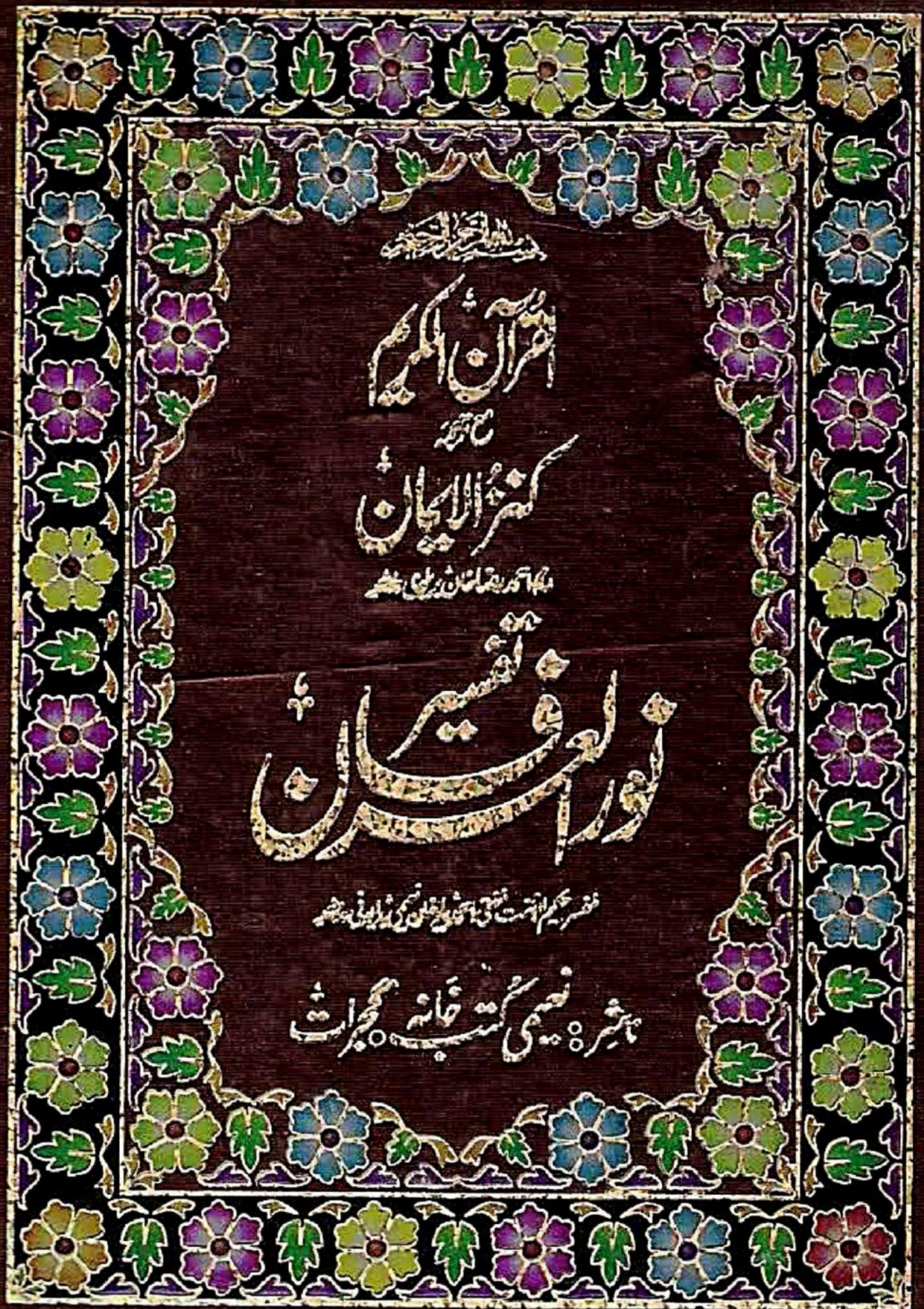
مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ

بناؤں گا ف۱ پھر جب میں اُسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ف۲ تو تم اس کے

سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَ

لئے سجدے میں گرنا ف۳ تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ف۴ مگر ابلیس نے اس نے غرور کیا اور

كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

وہ تھا ہی کافروں میں ف۶ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے جسے میں نے

بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ

اپنے ہاتھوں سے بنایا ف۷ کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں میں ف۸ بولا میں اس سے بہتر ہوں ف۹

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ

تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا ف۱۰ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا (لعنت کیا) گیا

رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ

اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

مہلت دے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ف۱۲ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے

الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

دن تک ف۱۳ بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو ف۱۴ گمراہ کردوں گا ف۱۵ مگر جو ان میں ف۱۶ تیرے چنے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ

ہوئے بندے ہیں ف۱۷ فرمایا تو سچ یہ ہے ف۱۸ اور میں سچ ہی فرماتا ہوں ف۱۹ بے شک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے اور

مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا

ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے ف۲۰ ف۲۱ تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا ف۲۲ اور میں

الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ

بناوٹ والوں میں نہیں ف۲۳ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ف۲۴ اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ ۔ ۵۹ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۷۵ | رُكُوْعَاتُهَا

سورۂ زمر مکی ہے ف۲۶ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

① خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا۔ اسی لئے انہیں بشر فرمایا۔ یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت (مباشرۃ بالید) ② اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی۔ پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ③ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا۔ مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی روح کے ساتھ مسجود لہ ہوا اور یہ سجدہ آپ کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آپ کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایک بار نہ ہوتا ④ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ سجدہ تعظیمی' اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لَـهٗ نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مقربین ہوں یا مدبرات امر' زمینی ہوں یا آسمانی ⑤ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے۔ ⑥ شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔ اللہ کے علم میں مگر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپ کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ⑦ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی' لہٰذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ⑧ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی علیم وخبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں ⑨ کیونکہ میں پرانا صوفی' عابد' عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ عبادت کی ⑩ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں [illegible] آگ میں نہیں ⑪ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے [illegible] مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الٰہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس [illegible] دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (الرعد: ۱۴) آخرت کے بارے میں ہے لہٰذا بزرگوں کی دعا سے عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ [illegible] زندگی مل سکتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مردے جلائے ⑫ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں ⑬ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخہ ہے [illegible] ہلاک ہوں گے تو شیطان بھی ہلاک ہوگا ⑭ یعنی سب انسانوں کو اس کا مقصد یہ تھا کہ باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کی وجہ سے میں جنت سے [illegible] بقیہ بر صفحہ [illegible]

دیکھئے ابو الحسن شاذلی وغیرہ اولیاء فرماتے ہیں کہ اگر ایک پل جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہیٰ۔

اور ہونا روحِ انبیاء علیہم السلام کا علیین میں ساتویں آسمان پر ہم نے بیان کیا یہ تفسیر عزیزی کے بیان علیین میں دیکھو لیکن باوجود ہونے علیین کے آپ کی روح کو قبر شریف سے بھی اتصال قوی ہے ہر زائر کو جانتے ہیں کہ کون زیارت پر آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتے ہیں قبر میں جسم مبارک زندہ ہے زرقانی نے لکھا ہے:

کما ان نبینا بالرفیق الاعلیٰ وبدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من یسلم علیہ۔

(جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے اور آپ کا بدن مبارک قبر میں ہے پھر بھی سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتے ہیں)

اب فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جائیں معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحاب محفلِ میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

ارواحِ انبیاء واولیاء چلتی پھرتی ہیں، تصرف کرتی ہیں

اب تحقیق لکھی جاتی ہے سیرِ ارواح کے واضح ہو کہ ارواحِ انبیاء کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے ثابت ہے۔ معراج کی حدیثوں میں ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

پہچانتے نہیں۔

اور یہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ ملک الموت نمازوں کے وقت آدمیوں کو دیکھتا ہے کہ یہ ہمیشہ نماز پڑھتا رہا اُس سے شیاطین کو دفع کرتا ہے اور کلمہ طیبہ تلقین کرتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے دُرِّ مختار کے مسائلِ نماز میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا ہے۔ بعد اس کے لکھا ہے

واقدرہ علی ذلك كما اقدر ملك الموت علی نظیر ذلك۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے انتہی کلامہ

اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال سمجھئے کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادیِ دنیا کی اگر سیر کرے جہاں جائے گا چاند کو موجود پائے گا اور سورج کو بھی پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود، تمہارے قاعدہ سے چاہیے وہ کافر ہو جائے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاص مسلمان ہے۔

پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے، روحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظرِ مبارک کُل زمین کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثلِ شعاعِ شمس محیط ہو جائے کیا محال اور کیا بعید ہے۔ علامہ زرقانی نے ابو الطیب کا شعر شرح مواہب اللدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے، سہ

جگہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ اور شیطان ہر جگہ ہم سب پر نظر رکھتا ہے۔ اور ہمارے حالات کی خبر رکھتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔

اسی طرح جناب پاک مصطفیٰ، ان کی رحمت، ان کی نگاہِ کرم ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کاروں کے قریب ہے۔

پھر فرماتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. ترجمہ: ہم نے آپ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ پتہ لگا کہ حضور علیہ السلام رب تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اور رحمت تو ہر جگہ موجود ہے۔ نتیجہ نکلا کہ حضور علیہ السلام ہر جگہ ہیں۔ یہ ہے ظہور وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کا۔

فرماتا ہے: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں سے ان کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور جان تو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ لہٰذا جو جان سے زیادہ قریب ہیں وہ بھی ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں۔

فرماتا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ. ترجمہ: بے شک تم سب کے پاس یہ رسول تشریف لائے۔ جو ان کی جانوں کی جنس سے ہیں۔ تو جس طرح جان ہر وقت ساتھ ہے۔ ایسے ہی وہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر آن ہمارے ساتھ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ. تمہارا مشقت میں پڑنا انھیں بھاری ہے۔ اگر وہ ہمارے ساتھ نہیں تو انھیں دکھ درد کی خبر کیسے ہے۔ اگر خبر نہیں تو انھیں بھاری کیوں ہے؟ یعقوب علیہ السلام بظاہر کنعان میں تھے اور یوسف علیہ السلام مصر کی مقفل کوٹھری میں زلیخا کے پاس۔ مگر دیکھا کہ ابا جان! وہاں سامنے موجود ہیں۔ اور منع فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر وقت ساتھ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

"ختم شد"

الفترة اے غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض: کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض: حضور کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض: زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا اب کسی اور کا مرید ہو سکتا ہے۔

ارشاد: تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کیے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ حضرت نے اس ناشائشتہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا خادم پہلے سے اچھا لایا انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا

فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ
اپنی طرف کی روح پھونکوں ؎۱ تو تم اس کے لئے سجدے
كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿۷۳﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ
کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ؎۳ مگر ابلیس نے اس
الْكٰفِرِينَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ
کافروں میں ؎۵ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ
جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ؎۶ کیا تجھے غرور
أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ
میں اس سے بہتر ہوں ؎۸ تو نے مجھے آگ سے بنایا
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ
فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا
إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ
قیامت تک بولا اے میرے رب
قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ
اٹھائے جائیں ؎۱۱ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے
قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ
بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو
مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۸۳﴾ قَالَ
تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ؎۱۶ فرمایا
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ

؎۱ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ؎۲ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپکے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا اس لئے وہ بھی روح کیساتھ مسجود لہ ہوا اور یہ سجدہ آپکی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آپکی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایکبار نہ ہوتا۔ ؎۳ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا سجدہ تعظیمی، اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لہٗ نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مقربین ہوں یا مدبرات امر زمینی ہوں یا آسمانی۔ ؎۴ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔ ؎۵ اللہ کے علم میں کافر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپکی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ؎۶ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی۔ لہٰذا البشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ؎۷ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا معلوم ہوا کہ کبھی علیم و خبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں۔ ؎۸ کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل دیوبند ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ ؎۹ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں لگتے ہیں آگ میں نہیں۔ ؎۱۰ اس سے تین مسئلے معلوم ہوتے۔ ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الٰہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ۔ آخرت کے بارے میں ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی دعا سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مردے جلائے۔ ؎۱۱ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں۔ ؎۱۲ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخہ
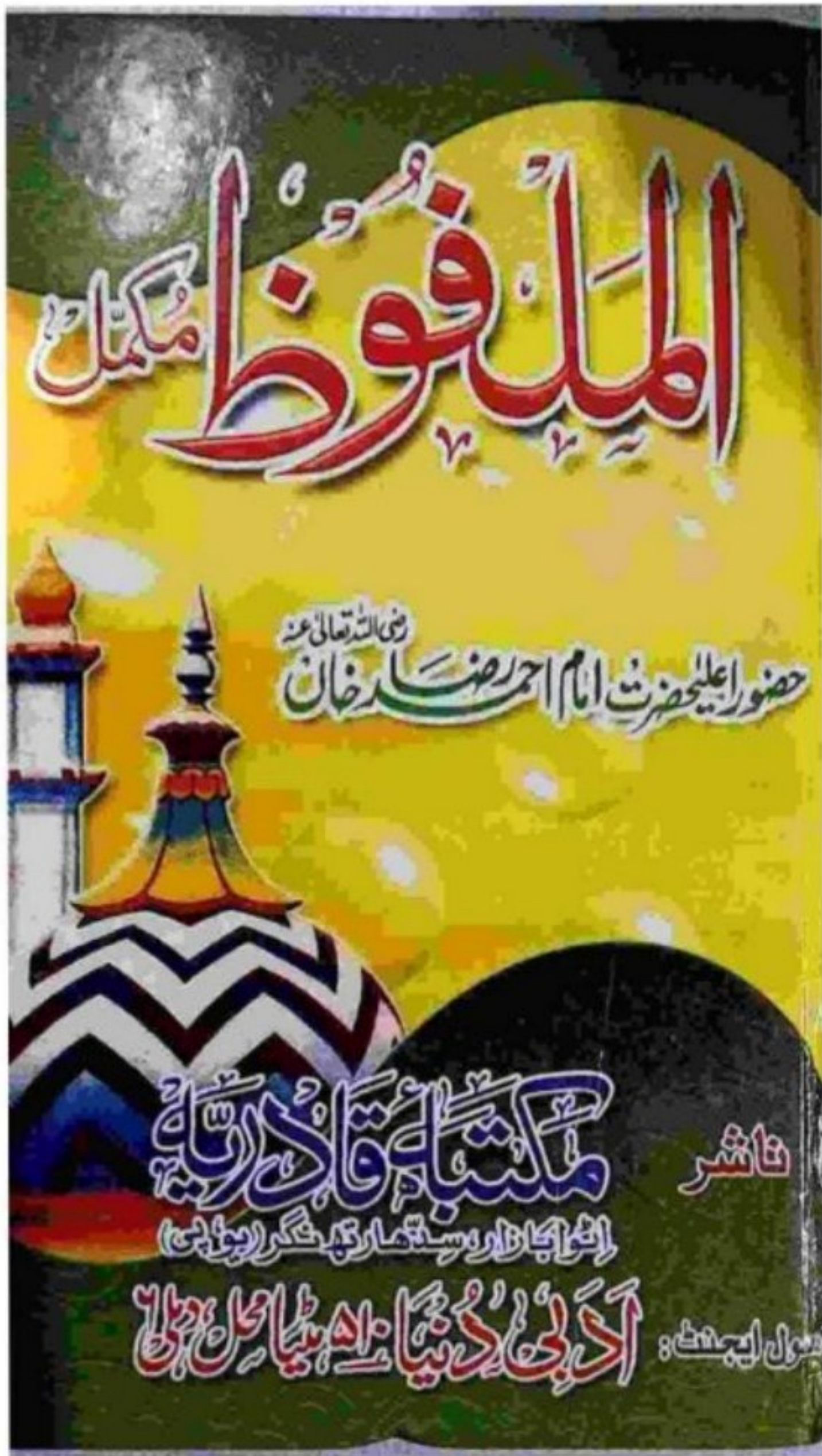
ہوئی، اور ولادت ۱۰ رشوال مکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر، مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء، ۱۱ رجیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی، تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ ربرس دس مہینہ چار دن کی تھی، جب سے ابتک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے۔ والحمد للہ۔

عرض:۔ رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے؟

ارشاد:۔ ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع و سجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّا نَخَافُ لَوْمُتَّ عَلیٰ ذٰلِکَ لَمُتَّ عَلیٰ غَیْرِ الْفِطْرَةِ اَیْ غَیْرِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض:۔ کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد:۔ نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کرسکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض:۔ حضور کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ارشاد:۔ ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف بہ اسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی، ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کردینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالی میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض:۔ زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہوگیا اب کسی اور کا مرید ہوسکتا ہے۔

۱۔ یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھالی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ۳۔ یعنی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھالی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ

تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ

ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ

کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم

قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو، کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے، کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہو سکتا۔ (حنفی) ۶۔ انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہر حال حرام، اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو ۹۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں کبھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے، وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔